کلام

حضرت منٹھار فقیر راجڑؒ



ترتیب وتالیف: احسان علی لغاری

کلام منٹھار فقیر راجڑؒ

(اردو اور سرائیکی کلام)

ترتیب و تالیف:

احسان علی لغاری

منٹھار فقیر راجڑ اکیڈمی، کھانی راجڑ، کھپرو

2015ء

کتاب کے جملی حقوق

سجادہ نشین درگاہ منٹھار فقیر راجڑ کو محفوظ

کتاب کا نام:	کلام منٹھار فقیر راجڑؒ (اردو اور سرائیکی کلام)
ترتیب و تالیف:	احسان علی لغاری
کمپوزنگ:	فہد الرحمان لغاری اور امبرین خاصخیلی
ایڈیشن:	اول 2015ء
شایع کردہ:	منٹھار فقیر راجڑ اکیڈمی، کھانی راجڑ، کھپرو
پرنٹر:	این۔اے جان فاؤنڈیشن، حیدرآباد (0342-3506606)
قیمت:	200روپے

حضرت منٹھار فقیر راجڑؒ

کے طلباء کے نام

جنہوں نے اُن کے پیغام

کو وسیع کیا

فہرست

▪ سرائیکی کلام



درگاہ حضرت مخدوم سرور نوح فقیر علیہ رحمۃ کے 16 ویں سجادہ نشین
مخدوم غلام محمد 'گل سائیں' اپنے خلفاء اور اہم شخصیات کے ہمراہ
منتھار فقیر راجڑ بھی موجود ہیں۔



جمعوں مری (ٹنڈو آدم)، حضرت منٹھار فقیر راجڑ اور چھبڑ فقیر بھیل



نام ور شاعر اور درگاہ حضرت منٹھار فقیر راجڑ کے پہلے سجادہ نشین

فقیر ولی بخش

درگاہ حضرت منٹھار فقیر راجڑ کا نقشہ - پریل فقیر پینار کا بنایا ہوا

عارف بازی

غرور	مقام اسرافیل	مقام جبرائیل	ملک محمد	باب العرش	مقام محمود	ملک ابراہیم	مقام میکائیل	عزرائیل	شیطان تکبر
شہادت	ناسوت	ملکوت	ولایت	مہر نبروت	فنافی الرسول	فنافی اللہ	جبروت	لاہوت	روح
شریعت	طریقت	باب اعظم	بہشت	فنافی الوجود	فنافی الشیخ	ملک عبادت	سخاوت	حقیقت	معرفت
ایمان	صاحب علم	احسان داران	رضوان	عالم بالا	یقین	افعال حسنہ	اعتقادِ بندگی	مرشد کامل	حلم
رجا	خاک	آب	آرام	شجاعت	آرائش	بوحوس	دماغ	باغ	تقوٰی
سعی بکار اللہ	دل آزاری	تحقیقات	عقل نیک	محو	زیادتی	عشق حقیقی	ذائقہ	خوش آزار	امانت
عقل بد	بے علم	حسد	آسمان	کنواں	عجز	پل صراط	[illegible]	محبت نیکاں	صحرا
بد صحبت	دغا بازی	لاف	وحشت	خوف	زمین	دریا	عشق مجازی	طمع	مستی
بے دین	انفال	افعال	وشواس	دوزخ	ماہی	غضب	حسرت	طعنہ	خوش خلقی
شہوت	ذِلت	کین	جہالت	تحت الثرا	خیانت	محنت	رضا	ولادت	عدم

صوفیت کی مختلف منازل کے کھیل کا یہ چارٹ (عارف بازی) قبلہ مخدوم غلام محمد عرف 'گل سائیں' کی طرف سے فقیر ولی بخش کو عنایت کیا گیا۔

اس چارٹ میں زندگی کے مختلف راستے بتائے گئے ہیں۔

٢- جن کي پتو آهي علم ظاهر ۾

جن کي ڪهڙي واقف باطن بهر

جن کي رسائي داور جي در ۾

آهي اُنهن جو بخت پلار ۾

٣- ڪهڙي لکن طالب ذاڪر ذڪر ۾

ڪهڙي لکن طالب فهم فڪر ۾

ڪهڙي لکن طالب صاحب صبر ۾

جن کي وچار آئي نيه جو نقار ۾

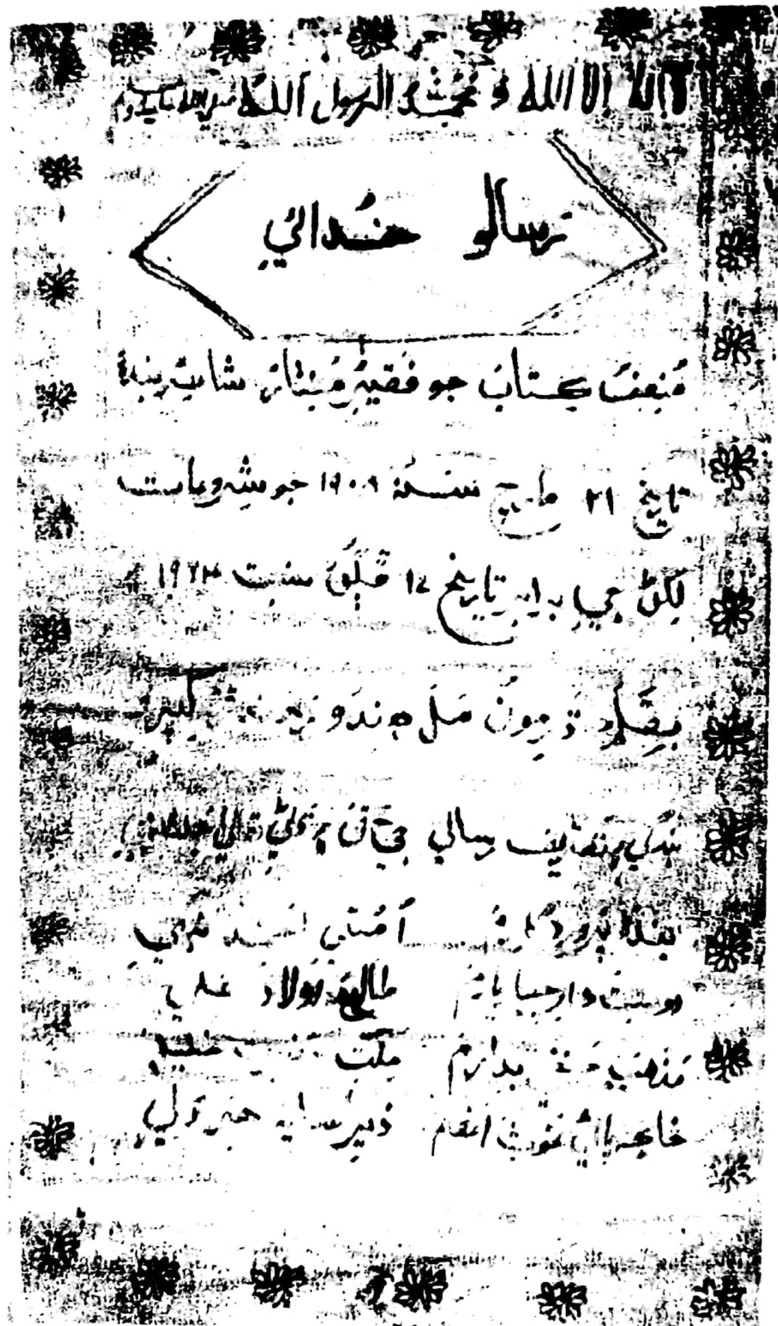
٤- مرشد آهي مهر اِشار رحيم اهڙ

اسرار تان تار ۾ اُٿم ڇاڻ ٿهڙ ۾

ڪوئي منتار جو ڪوفو ڪهڙو

هن مزهب ڪا نه هڪ نياز ۾

حضرت منٹھار فقیر راجڑ کی اپنے ہاتھ سے لکھی تحریر

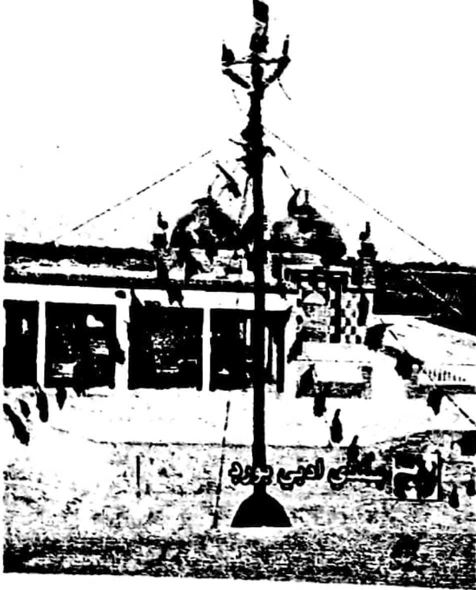

لا اله الا الله و محمد الرسول الله

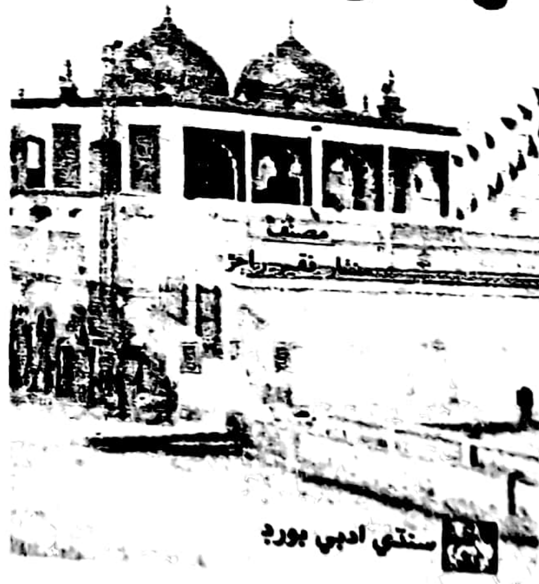
رسالو خدائي

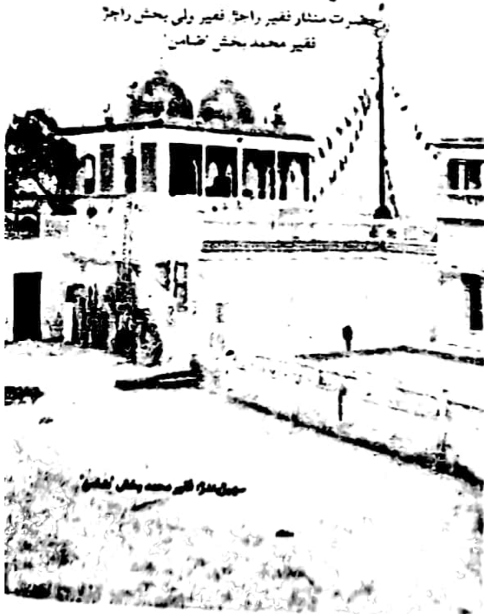
سادھو دھر موں مل کے ہاتھ سے لکھا ہوا حضرت منٹھار فقیر کے کلام کا نمونہ

حضرت منٹھار فقیر راجڑ کے رسائل









مبارکباد

منٹھار فقیر ہمارے جد اور سروری سلسلے کے روحانی پیشوا غوث الحق مخدوم نوح رحمت اللہ علیہ (سہروردی) کے وہ مرید ہیں، جنہوں نے اپنے مرشد سے عشق کے ذریعے روحانی درجات میں ترقی پائی۔

منٹھار فقیر کی شاعری سادہ، عام فہم اور تصوف کے رموز سے بھرپور ہے۔ جس میں اللہ، رسول اور آلِ رسول اور اپنے مرشد کی ثنا کے ساتھ ساتھ سرور نوح کے مریدین کے لیئے پند ونصائح شامل ہے۔ میرے لیئے یہ خوشی کی بات ہے کہ ان کے سندھی کلام کے بعد اب انکا اردو کلام بھی سروری جماعت کے ہندوپاکستان میں پھیلے ہوئے کروڑوں معتقدین تک پہنچ پائے گا۔ اس کاوش میں منٹھار فقیر کا پوتا فقیر محمد بخش ضامن مبارکباد کا مستحق ہے کہ وہ بھی اس شاعرانہ رسم کو قائم رکھتے ہوئے تصوف کی ترقی وترویج میں اپنا کردار ادا کر رہا ہے۔

مخدوم امین فہیم

سجادہ نشین

درگاہ حضرت سرور نوحؒ

ہالا

شکریہ ادائی

حضرت منٹھار فقیرؒ سندھی، سرائیکی اور اردو زبان کے قادرالکلام شاعر تھے، آپ کے تین شعری مجموعے، رسالہ رہنمائی، رسالہ مرتضائی، اور رسالہ خدائی، پہلی بار 1928ء میں شائع ہوئے اور اب تک ان مجموعوں کے کئی ایڈیشن شائع ہو چکے ہیں۔ اس وقت بھی رسالہ خدائی اور دیگر مجموعوں کے نئے ایڈیشن سندھی ادبی بورڈ جام شورو کے زیر اہتمام زیرِ طباعت ہیں۔

منٹھار فقیر راجڑؒ کا اردو اور سرائیکی کلام اس سے پہلے رسالہ خدائی میں شامل تھا، چونکہ یہ کلام سندھی رسم الخط میں تھا، اسی وجہ سے وہ عقیدت مند جو سندھی رسم الخط کو پڑھنے میں دشواری محسوس کرتے ہیں، وہ اس کلام کے مطالعے سے محروم رہے۔ اس حوالے سے راقم الحروف کی بڑے عرصے سے خواہش تھی کہ فقیر صاحب کے اردو اور سرائیکی کلام کے ساتھ آپکی سوانح حیات اردو زبان میں شائع کی جائے تاکہ تمام عقیدت مند اور شائقینِ ادب کو فقیر صاحب کے اردو اور سرائیکی کلام اور فکر کو سمجھنے میں آسانی ہو۔

مجھے یہ کہتے ہوئے بے حد مسرت ہو رہی ہے کہ ہمارے دوست احسان علی لغاری نے اس کام کو سرانجام دینے کا ذمہ لیا اور نہایت محنت، لگن اور عقیدت کے ساتھ اس کو پایہء تکمیل تک پہنچایا، جو کہ سندھ یونیورسٹی جام شورو سے حضرت منٹھار فقیر راجڑؒ پر ایم۔ فل کا تحقیقی مقالا بھی تیار کر رہے ہیں، مستقبل میں امید ہے کہ وہ اس موضوع کو پی ایچ۔ ڈی تک لے جائیں گے۔

علاوہ ازین کتاب میں حضرت منٹھار فقیر راجڑؒ کی سوانح حیات اور آپ کے کلام کا تعارف انگریزی زبان میں بھی شامل کیا گیا ہے۔ انگریزی زبان میں ترجمے اور تلخیص کا کام درگاہ

حضرت منٹھار فقیرؒ کے معتقد محترم علی اکبر ہنگورجو نے کیا ہے۔ مجھے امید ہے کہ وہ یہ کام جاری رکھیں گے تاکہ انگریزی زبان میں ترجمے کے ذریعے فقیر صاحب کے کلام اور فکر کو پوری دنیا میں روشناس کرایا جاسکے۔ دُعا ہے کہ اللہ رب العزت انہیں اس کام کی ہمت عطا فرمائے (آمین)۔

امید ہے کہ حضرت منٹھار فقیرؒ کے 79ویں عرس مبارک کے موقع پر یہ رسالہ اردو اور انگریزی زبانوں کے قارئین کے لئے ایک بہترین تحفہ ثابت ہوگا، اور اس کے ساتھ ساتھ یہ خواہش بھی ہے کہ اردو زبان کے گائیک منٹھار فقیر سائیں کے کلام سے استفادہ کرتے ہوئے، دنیا بھر کے اہل ذوق واہلِ دل حضرات تک پہچانے میں ہمارا ساتھ دیں گے۔

آخر میں نہایت ادب اور احترام کے ساتھ قبلہ و مرشدی حضرت مخدوم امین فہیم سائیں کا احسان مند ہوں کہ انہوں نے اپنی از حد مصروفیات کے باوجود اس کتاب کے لئے دعائیہ الفاظ عنایت فرمائے۔ ان کی نظر عنایت ہمیشہ ہمارے ساتھ رہی ہے۔ دعا ہے کہ اللہ پاک ان کی دعاؤں اور رہنمائی کا سایہ ہمیشہ ہمارے ساتھ رکھے۔ اس بات میں کوئی شبہ نہیں کہ آج ہم جو کچھ بھی ہیں۔ اپنے پیر و مرشد کی نوازشوں کے طفیل ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ مجھے سید احسان علی شاہ کا تعاون بھی حاصل رہا، جس کے لئے میں انکا بے حد مشکور ہوں۔

27 نومبر 2014ء

فقیر محمد بخش 'ضامن'

سجادہ نشین

درگاہ منٹھار فقیر راجڑؒ

کھانی راجڑ، کھپرو

Cell: 03003084432
Web Site: http://www.mantharfaqir.com
Facebook: https://www.facebook.com/pages/Hazrat-Manthar-Faqir-Rajar/525950777522783

دیباچہ

حضرت منٹھار فقیرؒ سندھ کے صوفی بزرگ، الہامی شاعر اور کافی کے اعلیٰ شاعر تھے، جن کی شاعری میں درد و سوز کُوٹ کُوٹ کے بھرا ہوا ہے۔ وہ جب وجد میں آتے تھے، تو شعر ان کی زبان سے ایسے نکلتے تھے، جیسے پہاڑ سے چشمے کا پانی۔ وہ اپنے شعر میں کافی کے ساتھ ساتھ راگنی، سُر اور ساز سے آگاہ کرتے جاتے ہیں۔ وہ جب عشق کے بے پناہ اثر میں آجاتے تھے تو وہ گا بھی لیتے تھے اور اللہ پاک نے اُن کی آواز میں بڑا سوز اور درد دیا تھا، اور گائیکی کے دوران دو چار کافیاں تو ضرور کہہ جاتے تھے۔ ان کے شاگرد فوراً وہ کافی لکھ لیتے تھے۔ میں سمجھتا ہوں کہ جو ان کے معتقدین نہ لکھ سکے ہونگے وہ تو ضایع ہو گئی ہیں۔ وہ یہ زمانہ تو تھا نہیں کہ ہر چیز محفوظ ہو جائے۔

منٹھار فقیرؒ سندھ کی الستی اور مجازی شاعری میں اپنا اعلیٰ مقام رکھتے ہیں اور انہوں نے سندھی کافی میں بڑا مقام پایا ہے۔ اس کے علاوہ اردو کلام میں اُس وقت کے لہجے میں وہ اپنی کافی اور کلام میں بھی اپنی الگ حیثیت رکھتے ہیں، اور انکی اردو کافی بھی بے مثال ہے۔ اِس کے علاوہ انہوں نے مرثیے بھی کہے ہیں۔ سرائیکی کلام میں تو وہ بہت آگے ہیں:

"آکھے 'منٹھار' میڈے من جاتا*، رانجھن کوں میں سمجھ سنجاتا*
پیچ ماہی نال میں تڈنھہ کر پاتا، جڈنھہ "قالو بلیٰ" روح فرمایا۔"

---

* جاتا (سرائیکی)=جاننا، سمجھنا
* سنجاتا (سرائیکی)=پہچاننا

سندھ کے صوفی بزرگوں اور شعراء کرام میں فقیر صاحب کا بہت بڑا مقام ہے، اُن کے عرس مبارک میں پاکستان کے کونے کونے سے لوگ شریک ہوتے ہیں اور دلی سکون حاصل کرتے ہیں۔

28 نومبر 2014ء

سرفراز راجڑ

صدر

پاکستان پیپلز پارٹی، سانگھڑ

پیش لفظ

سندھ شعراء کرام کی دھرتی ہے۔ سندھ کے ہر کونے میں نامور شعراء پائے جاتے ہیں۔ حضرت منٹھار فقیر راجڑ بھی ان میں سے ایک ہیں، جو کہ "کافی" کے بڑے شاعر مانے جاتے ہیں، اُن کی کافیوں کی تعداد ایک ہزار کے قریب ہے۔ اُن کی شاعری میں وحدت الوجود، مجاز اور امن کا پیغام ملتا ہے۔ میرے سامنے اُن کا اردو اور سرائیکی کلام موجود ہے، جو میرے شاگرد محترم احسان علی لغاری نے مرتب کیا ہے۔ میں نے جب اس کتاب کا مطالعہ کیا تو مجھے لگا کہ گویا کسی بڑے اسکالر نے اس کتاب کو ایڈٹ کیا ہو، جس طرح سے کتاب کی ترتیب اور مقدمے پر محنت کی گئی ہے، وہ یقیناً اس بات کی گواہی ہے کہ نوجوان احسان علی لغاری مستقبل میں ایک بڑے اسکالر کے طور پر ہمارے سامنے آئیں گے، اور سندھی ادب کی خدمت کریں گے۔

اس نوجوان سے جب سے میری شناسائی ہوئی ہے، میں نے اسے تحقیقی کاموں میں مصروف دیکھا ہے۔ ایم۔ فل کے کلاسز کے دوران بھی وہ دوسرے طلباء سے الگ رہے ہیں، اور اس کا اساتذہ سے بہت ہی اچھا تعلق رہا ہے۔ اس نوجوان کی نہ صرف یہ کتاب ترتیب دی ہوئی ہے بلکہ اس کی تین کتابیں 2013ء میں شایع ہو چکی ہیں۔

سندھ میں اردو شاعری کی روایت بہت پُرانی ہے، سندھ کے کئی شعراء نے اردو زبان میں اپنے خیالات کا اظہار کیا ہے۔ اس موضوع پر ڈاکٹر نبی بخش خان بلوچ صاحب تفصیلی

کام کر چکے ہیں۔ میں سمجھتی ہوں کہ سندھ کے شعراء کا اردو اور سرائیکی کلام الگ ایڈٹ کر کے چھپوانے کی یہ اچھی روایت ہے، اس سے اردو بولنے والوں کو آسانی ہو گی، اور اردو ادب کی تاریخ میں سندھ کا جو حصہ ہے، اس میں اضافہ ہو گا۔

احسان علی لغاری میری نگرانی میں حضرت منٹھار فقیر راجڑ کی سندھی شاعری کی خوبیوں پر ایم۔ فل کا مقالہ لکھ رہے ہیں۔ میری اُمید ہے کہ وہ نہ صرف حضرت منٹھار فقیر راجڑ کی شاعری پر تحقیق کرینگے، بلکہ سندھ کے کافی کے تمام شاعروں پر بھی تحقیق کام کرینگے۔

15 مارچ 2015ء

پروفیسر ڈاکٹر قمر جہاں مرزا

سندھ یونیورسٹی، جام شورو

عرضِ مرتب

سندھ اولیاء کرام کا مسکن ہے، جہاں کئی دیدہ سیف بزرگ ہستیاں پائی جاتی ہیں، منٹھار فقیر راجڑ کا شمار بھی ایسی ہستیوں میں ہوتا ہے۔ آپ نے تین زبانوں سندھی، سرائیکی اور اردو میں شاعری کی اور سندھ کے قادرالکلام شاعر مانے جاتے ہیں۔ اُن کا کلام 1928ء سے طبع زاد ہونا شروع ہوا، اور آج تک اسے بڑی پذیرائی حاصل ہے۔

جب میں چھوٹا تھا، میرے والدِ محترم خیر محمد لغاری درگاہ منٹھار فقیر راجڑؒ جایا کرتے تھے، اور مجھے ان کی شاعری، فکر اور سوانح سنایا کرتے تھے۔ مجھے اشتیاق ہوتا تھا کہ میرا بھی وہاں جانا ہو اور میں بھی اس محفل سے فیض حاصل کر سکوں۔ اور پھر اکثر اسی نسبت سے فقیر محمد بخش ضامن صاحب سے گفت و شنید ہوتی رہتی تھی، جو کہ درگاہ کے موجودہ سجادہ نشین اور بہت محبت کرنے والے انسان ہیں۔

میری خوش قسمتی ہے کہ منٹھار فقیر راجڑؒ کے اردو اور سرائیکی کلام کی ترتیب میرے حصے میں آئی۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ میری بچپن کی سچی لگن اور محبت ہی کا نتیجہ ہے کہ دلی تمنا و خواہش دونوں قبول ہوئیں، ورنہ اس درگاہ سے تو ایسی علمی و ادبی شخصیات وابستہ رہی ہیں کہ یہ کام کئی برس پہلے ہو جانا چاہیئے تھا۔

اس کتاب میں منٹھار فقیرؒ کا اردو سرائیکی کلام اور سوانح حیات شامل ہے۔ سوانح حیات کے لیے رسالہ خدائی کو بنیادی ماخذ کے طور پر رکھا گیا۔ میری طرف سے یہ ایک ابتدائی

کوشش ہے، فقیر صاحب کی سوانح اور کلام پر میرا تحقیقی کام جاری ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ان کی شاعری پر تو کوئی تحقیقی کام نہیں ہوا، لیکن اُن کی سوانح حیات کے کئی گوشے اب بھی پوشیدہ ہیں۔ فقیر صاحب کے سرائیکی کلام پر سندھی کا بہت اثر ہے، اسی وجہ سے سرائیکی کلام کو اردو میں لکھنا اور سمجھنا قدرے مشکل ہو گیا، کچھ مخصوص الفاظ کے معنیٰ بھی دیے گئے ہیں۔ تاکہ دشواری کی گنجائش نہ رہے۔ کلام کی ترتیب موسیقی کے اُن سُروں کے مطابق رکھی گئی ہے جو ترتیب رسالہ خدائی میں ہے۔ پھر بھی چونکہ یہ علمی کام ہے، اس میں غلطی کی گنجائش ہو سکتی ہے، کوئی تحقیق حرفِ آخر نہیں۔ مجھے بہت خوشی ہو گی اگر کوئی دوست اس کام کو بہتر بنانے میں اپنے مفید مشورات سے نوازے گا۔

میں حضرت قبلہ مخدوم امین فہیم صاحب کا نہایت مشکور ہوں، جنہوں نے کتاب کے لئے دعائیہ الفاظ لکھے، فقیر محمد بخش ضامن صاحب کی رہنمائی اور محبت اس کام کی تکمیل میں حاصل رہی، اس کے ساتھ ساتھ جناب سرفراز راجڑ صاحب جنہوں نے کتاب کا دیباچہ لکھا، جناب علی اکبر ہنگورجو صاحب جنہوں نے فقیر صاحب کی انگریزی میں سوانح حیات لکھی، جناب مشتاق تھیبو صاحب کی معرفت جناب ڈاکٹر عبدالسلام عادل صاحب سے ملاقات ہوئی، جنہوں نے اپنی مصروفیات سے وقت دے کر کتاب کے مقدمے کے مواد کو ایڈٹ کیا، اس کے علاوہ حکیم استاد امام بخش منگریو، استاد ولی محمد ولی، فیض گھانگھرو، عبدالسلام بھٹو، فدا حسین سومرو، راجا ادریس لغاری اور علی نواز آریسر کا بھی بہت ممنوں ہوں، جنہوں نے قدم قدم پر میری رہنمائی فرمائی۔

احسان علی لغاری

0342-3506606

ihsan_laghari@hotmail.com

حیدر آباد

2 دسمبر 2014ء

مقدمہ

(الف)

سوانح حیات منٹھار فقیر راجڑ رحمتہ اللہ علیہ

خاندانی پس منظر:

حضرت منٹھار فقیر راجڑ کے آباواجداد جیسلمیر کے رہنے والے تھے، یہ ریگستانی علاقہ ہے، اور برسات کے موسموں میں آباد ہوتا ہے۔ تالپور دور میں برسات کی قلت کی وجہ سے یہ خاندان اپنے اہل وعیال کے ساتھ سندھ میں موجودہ گاؤں کھانی راجڑ میں آباد ہوا۔

فقیر صاحب کے خاندان کا تعلق کنگور (جیسلمیر، ہندوستان) سے تھا، اُن کے خاندان میں دو بزرگ مہران فقیر اور منٹھار فقیر راجڑ (اول) پہلے ہی قبلہ حضرت مخدوم نوح رحمتہ اللہ علیہ کے مرید تھے، سندھ میں آنے کے بعد بھی یہ سلسلہ جاری رہا۔

مہران فقیر راجڑ: آپ کا تعلق کنگور گاؤں سے تھا، روایات میں آتا ہے کہ وہ مشہور ڈاکو تھے، ایک رات کو ڈاکا ڈال کر واپس جارہے تھے کہ راستے میں ان کا گذر ایک ایسی جگہ سے ہوا جہاں ایک قافلہ پانی نہ ملنے کی وجہ سے پیاس سے نڈھال تھا، ان میں سے دو آدمی ہوش کی حالت میں تھے، آپ نے ان سے دریافت کیا کہ "آپ کون ہیں؟ اور یہاں کیسے؟" انہوں نے بتایا کہ ہمارا تعلق غیر مسلم قبیلے "بھیل" سے ہے اور پانی نہ ملنے کی وجہ سے سخت تکلیف میں ہیں۔ آپ

---

*سوانح حیات کا زیادہ تر مواد رسالہ "خدائی" سے ماخوذ ہے۔

نے ان سے پانی والی "مشک / مشکیزہ" لی اور ایک کنویں کی جانب روانہ ہوئے جس کا انہیں پہلے ہی علم تھا۔ آپ پانی لے کر آئے اور سارے قافلے کو پانی پلایا اور ان سے دعا لیکر چل پڑے۔

آگے جاکر انہیں خیال آیا، ایک طرف میں نے اس قافلے کے پیاسے اور نڈھال لوگوں کو پانی پلایا ان کی مدد کی اور دوسری جانب غریبوں کا مال لوٹ کر جا رہا ہوں۔ یہ سوچ کر واپس اسی طرف لوٹے جہاں ڈاکہ ڈالا تھا۔ راستے میں ان لوگوں کا سامنا ہوا جو ان کے پیچھے آ رہے تھے۔ لوٹا ہوا مال ان کو واپس کیا اور معافی طلب کی۔ وہیں سے سیدھے کوہستان کی طرف روانہ ہوئے۔ وہاں ایک بزرگ سے ملے، ان سے اپنی حالت بیان کی۔ اس بزرگ نے ہدایت کی کہ آپ کو اپنے مرشد کے پاس جانا چاہیئے۔ آپ نے پوچھا کہ وہ کہاں رہتے ہیں تو اس بزرگ نے مغرب کی طرف اشارہ کیا اور کہا ہالا شریف میں آپ کے مرشد ہیں وہاں جائیں۔ پھر آپ ہالا شریف تشریف لائے اور مخدوم نوح سرور علیہ الرحمتہ کی درگاہ سے وابستہ ہوئے اور فیض حاصل کیا۔

منٹھار فقیر راجڑ (اول): آپ مہران فقیر کے پوتے تھے، اور اپنے وقت کے صاحب کشف بزرگ تھے۔ جن کی چوکی (کرامت) آج تک مانی جاتی ہے۔ آج بھی مالوند لوگ اپنے گم شدہ یا جنگل میں رہ گئے جانوروں کے لیئے یہ صدا لگاتے ہیں اور انہیں اپنا کھویا ہوا جانور صحیح سلامت ملتا ہے۔

چوکی

فقیر منٹھار آپ کی چوکی ہے چودھار
لوہے کا کڑا، رُک کی واڑ۔

منٹھار فقیر (اول) نے 1865ء میں وفات پائی۔ آپکی درگاہ ہندوستان میں ہے۔

- قبول محمد
  - وڈیرو پرچی
    - جیئن
      - نور محمد
        - جیئن عرف سرفراز راجڑ
          - حافظ جنید
          - میر حسن
          - صدام حسین
        - نبی بخش لاولد
        - عبدالکریم
          - نور محمد
          - عمر
        - سمون لاولد
      - حافظ لاولد
    - میر حسن
      - پرچی لاولد
  - حافظ فقیر
    - ولی محمد لاولد
  - حضرت منٹھار فقیرؒ
    - فقیر پیر بخش
      - فقیر ولی بخش
        - فقیر ولی محمد
          - فقیر محمد بخش 'ضامن'
            - فقیر ولی بخش
            - فقیر ولی محمد
            - اعجاز علی
            - فیاض علی
            - محمد طلحہ عرف ریاض علی
          - لطف علی
            - فقیر ایاز علی
            - فقیر عرفان علی
            - فقیر احسان علی
          - خادم علی
        - غلام حسین (بچپن میں انتقال کر گئے)
      - قبول محمد
        - پیر بخش
          - خدا بخش
          - مشتاق علی
          - حمزہ علی
          - منور علی
          - شوکت علی
          - دوست علی
        - محمد ابراہیم
          - قبول محمد
        - علی بخش
          - علی نواز
        - رسول بخش
          - منظور علی

ولادت حضرت منٹھار فقیر راجڑ:

حضرت منٹھار فقیر راجڑ کی ولادت کا سال متفق طور پر 1865ء ہے۔ آپ کے والد کا نام قبول محمد راجڑ ہے، اور آپ کھانی راجڑ کے گاؤں، تحصیل کھپرو، ضلع سانگھڑ میں تولد ہوئے۔

فقیر صاحب اپنے بہن بھائیوں میں عمر میں سب سے چھوٹے تھے اس لیے بڑے پیار سے ان کی پرورش ہوئی۔ آپ بچپن سے ہی بہت حلیم طبیعت اور خوبصورت تھے۔

رسالہ خدائی میں ایک روایت ہے کہ فقیر صاحب کی ولادت کے کچھ دنوں بعد چار درویش تشریف لائے اور گھر پر صدا لگائی کہ ہمیں فقیر صاحب کا دیدار کروائیں۔ تین صدائیں لگانے کے بعد فقیر صاحب کی والدہ ماجدہ اُنہیں باہر لے آئیں۔ ان بزرگوں میں سے ایک نے بچے (حضرت منٹھار فقیر) کو گود میں لیا اور منہ میں اپنا لعاب ڈالا اور کہا یہ کنگور والا منٹھار یہاں آیا ہے، اس کا ادب کرنا یہ دنیا میں مشہور ہوگا۔

تعلیم:

فقیر صاحب نے کوئی تعلیم حاصل نہیں کی تھی۔ لیکن انہیں اپنے مرشد کی طرف سے لدنی علم حاصل ہوا۔

رسالہ خدائی میں روایت ہے کہ ایک رات فقیر صاحب نے خواب میں دیکھا کہ آپکے مرشد حضرت پکھن دھنی گھوڑے پہ سوار آرہے ہیں، تو آپ اٹھے اور آکر گھوڑا لیا۔ حضرت صاحب نے فرمایا گھوڑے کو چھوڑو تم اِدھر آؤ۔ آپ آکر وہیں بیٹھے جہاں فقیر صاحب بیٹھے تھے۔ حضرت صاحب نے ایک کتاب نکالی اور فقیر صاحب کو فرمایا کہ پڑھو، ہم آپ کو پڑھانا چاہتے ہیں۔ فقیر صاحب نے عرض کیا سرکار میں ان پڑھ ہوں۔ آپ نے فرمایا پڑھو ہم آپ کو پڑھانا چاہتے ہیں۔ اور آپ نے کتاب کی ہر ایک سطر پر انگلی رکھ کر فقیر صاحب کو پڑھایا۔

ایک کافی پڑھانے کے بعد کتاب دے کر فرمایا کہ اب ہم تمہارے ساتھ ہیں، اللہ حافظ۔اور آپ گھوڑے پر سوار ہو کر وہاں، جہاں موجودہ وقت فقیر صاحب کی درگاہ ہے آکر فرمایا کہ یہ آپ کا مکان ومیخانہ ہے،اور آپ روانہ ہوگئے۔اتنے میں منٹھار فقیر کی آنکھ کھل گئی اور آپ نے اپنے آپ کو پسینے میں تر بہ تر دیکھا۔اگلے دن آپ الہامی طور پر لفظ شناس ہو گئے اور شاہ عبداللطیف بھٹائی کا رسالہ روانی سے پڑھنے لگے،اور شعر بھی کہنے لگے۔جو کچھ لکھتے اور پڑھتے تھے وہ دل پر نقش ہو جاتا تھا۔اسی طرح آپ لکھنے اور پڑھنے لگے اور اپنا کلام بھی خود لکھتے رہتے تھے۔

جوانی:

آپ جب جوانی کی عمر کو پہنچے تو اکثر گوشہ نشین رہتے تھے اور بہت کم گو تھے۔اگر کچھ بولتے تو شاعرانہ مانند جملے بولتے تھے۔آپ بہت حسین و جمیل اور طاقتور جوان مانے جاتے تھے۔رسالہ خدائی میں روایت ہے کہ آپ کئی بار اپنے علاقے کی "سرحل" نہر کود جاتے تھے۔اپنی خوشحالی، طاقت اور زمینداری ہونے کے باوجود ان کی طبیعت میں کبھی بھی تکبر نہیں آیا۔ان کی نظر میں سب انسان یکساں تھے، اونچ نیچ کا فرق نہیں تھا، انہوں نے کبھی امیری کو غریبی پر فوقیت نہیں دی۔ایک بار آپکے بھائی میاں پرچی نے کہا کہ آپ فلاں زمین پر جائیں اور وہیں گندم تقسیم کریں،اس زمین کی دیکھ بھال بھی آپ کے ذمہ تھی۔آپ وہاں گئے کسانوں کو اپنا حصہ دینے کے بعد بقیہ حصہ غریبوں میں تقسیم کر چلے آئے۔ان کی زندگی کے ایسے کئی واقعات ہمیں ملتے ہیں۔اس بات سے ان کی دنیاوی دولت سے بے رغبتی کا بخوبی اندازہ ہوتا ہے۔

عشق مجازی:

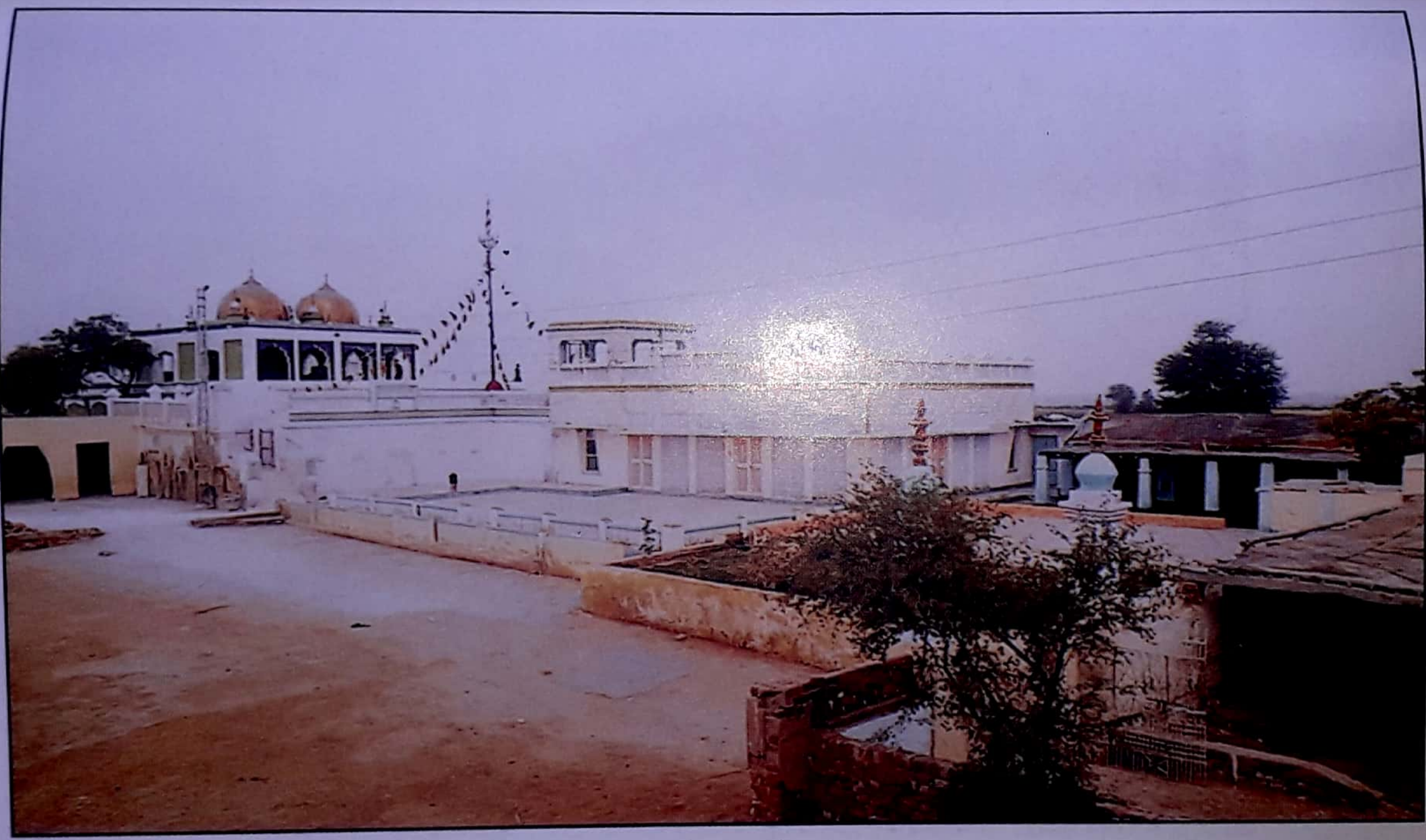
فقیر صاحب جب جوانی کی عمر کو پہنچے تو انہیں عشق مجازی نے اپنی گرفت میں لے لیا۔ ڈھیگاری گاؤں، تحصیل سودرو (جو ابھی ہندوستان میں ہے) کے 'بھیل' (غیر مسلم) قبیلے سے تعلق رکھنے والے روزگار کی تلاش میں کھانی راجڑ گاؤں میں آکر آباد ہوئے۔ان میں

سے ایک نازنین جو سیرت اور صورت میں اپنی مثال آپ تھی۔ جو بھی اسے دیکھتا تو اس کی طرف مائل ہو جاتا۔ روایت ہے کہ اس نازنین پر 56 لوگ اپنا دل ہار بیٹھے تھے، اور فقیر صاحب بھی اُن میں سے ایک تھے۔ یہ تفصیل فقیر صاحب نے اپنے ایک شعر میں بھی قلمبند کی ہوئی ہے، جس کا نمونہ 'رسالہ خدائی' میں موجود ہے، جس میں ان چھپن عاشقوں کے نام بھی موجود ہیں۔

آخر کار ایسا وقت آیا کہ فقیر صاحب کو ملنے کا انجام ملا، اور محبوب بھی آیا، تو آپ اس کے حسن کی تجلیاں دیکھ رہے تھے کہ رات کے تین بج گئے۔ جب بیتابی بڑھ گئی اور نفس نے قابو پالیا، اور جب ایک دوسرے کے قریب ہونے لگے تو انہیں اونٹوں اور گھوڑوں کے چلنے اور ذکر الہیٰ کی آواز سنائی دی، جو ان ہی کی طرف آرہے تھے۔ اور یہ آواز سنائی دی کہ مخدوم امین محمد سائیں آرہے ہیں، تو آپ جلدی سے اُٹھے اور اپنے محبوب سے کہا: ہم کل پھر ملینگے، آج میرا مرشد آرہا ہے۔ آپ اسی وقت واپس آئے اور پھر سوچتے رہے کہ یہ کیا ماجرا ہوا، مرشد سائیں تو دار البقا میں ہیں اور اس فانی دنیا میں تو نہیں۔ بہر حال دوسری رات ہوئی اور محبوب بھی آئے اور جب ایک دوسرے کے قریب آنے لگے تو پھر وہی اونٹوں اور گھوڑوں کی آواز اور وہی ذکر الہیٰ کی آواز سنائی دی۔

اس کے بعد آپ نے سوچا کے ملنے کی جگہ تبدیل کرتے ہیں، اور کل دوسری جگہ ملیں گے۔ اس وقت چلے گئے اگلے دن پھر اسی فکر میں کہ یہ کیا ہو رہا ہے؟

آخر تیسری رات بھی ایسا ہی ہوا، اور اگلے دن ان بھیلوں نے نقل مکانی کی۔ فقیر صاحب کو پتہ چلا تو آپ بھی اپنے خادم کے ساتھ ان کے پیچھے روانہ ہوئے۔ جب وہ صحرائی علاقے کی جانب روانہ ہو گئے تو فقیر صاحب واپس اپنے گاؤں کی طرف روانہ ہوئے۔ گاؤں کے نزدیک آکر ایک درخت کے نیچے بیٹھ گئے اور تھوڑی دیر آرام کیا۔ خواب میں انہیں اپنے مرشد محمد امین پکھن دھنی کا دیدار ہوا، اسی دیدار میں حضرت امین محمد پکھن دھنی نے انہیں



درگاہ منٹھار فقیر راجڑ کا بیرونی منظر



سندھ کے مشہور صوفی قادر الکلام شاعر

حضرت منٹھار فقیر راجڑ رحہ



قبلا مخدوم محمد امین فہیم سائیں، فقیر محمد بخش ضامن، اسلم پیرزادہ، علی محمد شاہ، سرفراز راجڑ
اور فقیر لطف علی حضرت منٹھار فقیر راجڑ رحہ کی مزار پر چادر چڑھاتے ہوئے۔



درگاہ منٹھار فقیر راجڑ رحہ کے موجودہ سجادہ نشین
فقیر محمد بخش 'ضامن' روایتی فقیری لباس میں

ایک پرچے پر لکھی کافی پڑھائی، جس سے وہ نہ صرف لفظ شناس ہوئے، بلکہ انہیں مالکِ حقیقی کے عشق کا جذبہ بیدار ہوااور روحانی منزل پائی۔

ذکر بیعت

جیسا کے آپ کے آباواجداد حضرت مخدوم نوح سرورؒ کے مرید تھے اور آپ بھی حضرت امین محمد پکھن دھنیؒ کی دعا سے تولد ہوئے تھے۔ جب حضرت پکھن دھنیؒ راہونڈ میں عبادت کے لئے چلہ کشی کے بعد واپس آئے اور جماعت ان کا دیدار کرنے گئی تو منٹھار فقیر راجڑ بھی ان کے ساتھ ہالا شریف تشریف لے گئے اور وہیں بیعت اور ذکر لینے کا خیال دل میں آیا۔

اس وقت حضرت پکھن دھنی کی حاضری میں ایک سادات تھے۔ آپ نے جاکر ان سے عرض کیا مجھے ذکر لینا ہے، اس نے کہا آج ذکر بند ہے، آپ پھر کبھی تشریف لانا۔ آپ نے عرض کیا کہ مجھ پر خاص عنایت ہو۔ اس پر سادات نے کہا کہ آپ کون ہیں اور کہاں سے آئے ہیں۔ تو آپ نے بتایا کہ میں راجڑ ہوں اور "نارا" میں رہتا ہوں۔ یہ سن کر اس نے کہا کہ وہ سائیں کو بتاتا ہے آگے اس کا نصیب۔ پھر اس نے جاکر حضرت پکھن دھنیؒ کو عرض کیا۔ حضرت مخدوم نے آپ کو بلوایا اور بیعت سے نوازا۔ آپ بیعت کر کے نکلے تو تمام جماعت نے مبارکباد دی کہ "نصیب والے ہیں کہ ان پر خاص نوازش ہوئی ہے۔" پھر وہاں سے اپنے گاؤں لوٹے۔

شادی

مرشد سے بیعت ہونے کے کچھ ہی عرصے بعد ان کے بھائیوں میاں پرچی اور میاں حافظ نے اپنے قبیلے میں آپ کی شادی کروائی۔ فقیر منٹھار کے ہاں ایک ہی فرزند ہوا، جس کا نام پیر بخش تھا۔ فقیر پیر بخش اپنے والد ماجد کی طرح خوبصورت اور حسین تھے۔ انہوں نے معمولی تعلیم حاصل کی۔ اور فقیری کا فیض اپنے والد محترم سے عطا

ہوا۔ بیعت اپنے مرشد حضرت مخدوم نوحؒ کے چودھویں سجادہ نشین مخدوم محمد زمان سرکار سائیں سے کی۔

سیر وسفر

یوں تو حضرت منٹھار فقیرؒ بچپن سے ہی سیر و سفر کو پسند کرتے تھے، لیکن جیسے ہی دل میں مالک حقیقی کی محبت بیدار ہوئی تو آپ نے بزرگ اولیاء ہستیوں کی درگاہوں پر جانا شروع کیا۔ سندھ کے کئی بزرگوں کی درگاہوں پر حاضری دی اور ان کی شان میں اپنا کلام نذرانہء عقیدت کے طور پر پیش کیا، جو رسالہ 'صدائی' میں موجود ہے۔

فقیر صاحب اجمیر شریف گئے، جہاں خواجہ غریب نوازؒ درگاہ پہ حاضری دی اور ان کے عقیدت میں اپنا کلام پیش کیا۔ وہاں سے کنگور شریف (ہندوستان) گئے، جہاں انہیں کچھ فقیر ملے جو مہران فقیر اور منٹھار فقیر کے عقیدت مندوں میں سے تھے۔ آپ نے وہاں بھی کچھ اشعار کہے۔ پھر وہاں سے ہالا شریف پہنچے۔ جہاں مرشدوں کی زیارت نصیب ہوئی اور وہاں سے سیہون شریف پہنچے، جہاں انہیں حضرت قلندر لال شہباز کا قلندری لباس پہنایا گیا، اور آپ نے وہاں بھی اشعار کہے۔

منٹھار فقیر کی درگاہ حضرت پیر حسن بخش شاہ جیلانی (ڈھٹڑو شریف) کے سجادہ نشین پیر ڈنل شاہ سے بھی بہت قرابت تھی۔ ایک روایت ہے کہ درگاہ حضرت حسن بخش شاہ جیلانی پر ہی منٹھار فقیر کی ملاقات الھڈنو فقیر سے ہوئی تھی اور بعد میں الھڈنو فقیر ان کے طالب ہوئے۔ دوسری روایت ہے کہ الھڈنو فقیر نے منٹھار فقیر کی ایک کافی سُنی اور وہ منٹھار فقیر سے ملنے اُن کے گاؤں آئے، اور اس کے بعد الھڈنو فقیر ان کے طالب ہوئے۔ مگر دوسری روایت زیادہ مستند ہے۔

منٹھار فقیر 12 سال تک سیر و سفر کرتے رہے۔ ہند اور سندھ کے بہت سے علاقوں کی خاک چھانی۔ 12 سال کا طویل عرصہ سیر و سفر کے بعد واپس اپنے گاؤں پہنچے۔ بعد میں آپ عموماً ہالا شریف اور ارد گرد کی مسافت کرتے تھے۔

طلباء:

حضرت منٹھار فقیرؒ نہ صرف قادرالکلام شاعر تھے، بلکہ وہ موسیقی کے بھی ماہر استاد تھے۔انہوں نے اپنے کلام کی موسیقی بھی ترتیب دی۔ آپ کی شاعری، محبت اور فقیرانہ طبیعت کی بدولت کئی ہستیاں آپ سے ملنے آئیں اور کئی تو آپ کے ساتھ ہی رہ گئیں۔ اسی طرح کئی نے آپ کی شاگردی اختیار کی، ان میں سے چند شخصیات کا یہاں تذکرہ کیا جاتا ہے۔

داؤد فقیر: داؤد فقیر منگن ہار احمد آباد (انڈیا) کا رہنے والا تھا، وہاں سے آکر "جوہیلے" میں سید روشن علی شاہ کی خدمت میں رہنے لگا۔ ایک مرتبہ شاہ صاحب نے وجد میں آکر داؤد فقیر کو فرمایا کہ اب آپ جاؤ، یہاں آپ کے لئے کوئی جگہ نہیں، اور "کھانی راجڑ" میں منٹھار فقیر کے پاس آپ کی امانت ہے۔داؤد فقیر حکم کے مطابق "کھانی راجڑ" پہنچا اور ہمیشہ کے لیے منٹھار فقیر کا ہو کر رہ گیا۔

چونکہ داؤد فقیر منگن ہار تھا۔ گانا بجانا ان کا گھریلو کام تھا، پھر منٹھار فقیر کی صحبت میں وہ صاحبِ ولایت بن گیا، اور منٹھار فقیر کی صحبت میں اشعار کہنے لگا، جو بہت دلپذیر اور معیاری کلام ہے۔ ان کا کچھ کلام قلمی صورت میں درگاہ منٹھار فقیر راجڑ پر موجود ہے۔ داؤد فقیر سفر میں اکثر فقیر منٹھار کے ساتھ ہوا کرتے تھے۔

ایک مرتبہ داؤد فقیر کے رشتے دار آئے، اور اسے گاؤں چلنے اور شادی کرنے کا کہا۔ داؤد فقیر نے کہا نکاح پر نکاح نہیں ہو سکتا، میں پہلے ہی کسی کا ہو چکا ہوں اور نہیں چلونگا۔ داؤد فقیر کے رشتے داروں نے منٹھار فقیر سے عرض کیا کہ آپ داؤد فقیر کو سمجھائیں کہ ہمارے ساتھ گاؤں چلے اور شادی کرے۔ آپ نے داؤد فقیر کو بلا کر فرمایا: "نبی کی سنت سے انکار نہیں کریں آپ جائیں اور شادی کریں۔"

داؤد فقیر اپنے رشتے داروں کے ساتھ اپنے گاؤں پہنچا۔ کچھ دنوں بعد اس کی شادی طے کر لی گئی، نکاح کے وقت آپ نے کہا مجھے "یکتارا" لا کے دیا جائے، جب

"یکتارا" لایا گیا تو آپ نے ایک کافی گائی۔ کافی گاتے وقت آپ وجد میں آ گئے، اور کافی پوری ہوتے ہی، ان کی روح پرواز کر گئی۔ یہ خبر جب منٹھار فقیر تک پہنچی تو آپ کو دلی صدمہ پہنچا، اور داؤد فقیر کی یاد میں کافیاں کہیں۔ داؤد فقیر کو اپنے گاؤں احمد آباد بڑودا میں سپرد خاک کیا گیا، جہاں ان کی درگاہ ہے اور ہر سال ان کا عرس ہوتا ہے اور سالانہ میلہ لگایا جاتا ہے۔

احمد فقیر: احمد فقیر بھی منٹھار فقیر کا طالب تھا، اور ان کی صحبت میں کافیاں اور شعر گایا کرتا تھا۔ اُس کے متعلق مزید معلومات نہیں مل سکی۔

چھبڑ فقیر بھیل: چھبڑ فقیر بھیل خیرپور میرس کا رہنے والا تھا کچھ عرصہ "سدا واہ" تحصیل نوابشاہ، اور اس کے بعد بیرانی (سانگھڑ) میں آ کر بسا۔ آپ گائک تھا، ایک بار منٹھار فقیر کی ایک کافی سُنی تو ارادہ کیا کہ منٹھار فقیر سے مل کر آؤں۔ پھر پوچھ تاچھ کر کے کھانی راجڑ آ کر پہنچا۔ منٹھار فقیر ان دنوں 'سرہاری' گیا ہوا تھا، آپ پتہ کر کے وہاں گیا۔ جب ملاقات ہوئی تو چھبڑ فقیر نے کہا میں نے آپ کی ایک کافی سُنی تھی، چونکہ میں فنکار ہوں، اس لئے آپ سے ملنے کا اشتیاق ہوا۔ پھر آپ کے گاؤں گیا، وہاں سے یہاں پہنچا ہوں۔ منٹھار فقیر نے کہا کہ اگر آپ فنکار ہیں تو مجھے کچھ گا کر سنائیں۔ چھبڑ فقیر نے خوش خیر محمد ہیسبانی کی ایک کافی گا کر سُنائی۔ کافی کے ابھی دو ہی اشعار سنائے تھے کہ منٹھار فقیر نے فرمایا کہ بس اب مکان پر چلتے ہیں۔ چھبڑ فقیر بھی ان کے ساتھ کھانی راجڑ میں مکان پر آئے۔ پھر چھبڑ فقیر اور منٹھار فقیر کی ایسی محبت ہو گئی کہ چھبڑ فقیر منٹھار کے ہی ہو کر رہ گئے۔ اور چھبڑ فقیر درگاہ کے خاص الخاص گائک کہلائے جاتے تھے۔ چھبڑ فقیر، منٹھار فقیر کی رحلت کے ایک سال بعد وفات پائی۔ انہیں درگاہ منٹھار فقیر کے احاطے میں ہی دفنایا گیا۔

اللہ ڈنو فقیر ماچھی: اللہ ڈنو فقیر ماچھی کا تعلق گوٹھ جعفر خان لغاری، تحصیل سنجھورو، ضلع سانگھڑ سے تھا۔ وہ بہترین فنکار تھے۔ انہوں نے بھی منٹھار فقیر کی ایک کافی سنی

اور ملنے آئے تو عقیدت و محبت کا اعلیٰ مقام حاصل ہوا۔ اللہ ڈنو فقیر چونکہ پیر ڈنل شاہ جیلانی (ڈھرو شریف، تحصیل ٹنڈو آدم، ضلع سانگھڑ) کا خاص خدمت گار تھا، اور منٹھار فقیر اور ڈنل شاہ جیلانی کا بھی قریبی تعلق تھا، اس لیے منٹھار فقیر نے اللہ ڈنو فقیر کی پیر ڈنل شاہ سے اجازت لی اور اپنے ساتھ کھانی راجڑ لے گئے۔ منٹھار فقیر کی دعا سے ہی اسے شعر گوئی کی صلاحیت ہوئی۔ اللہ ڈنو فقیر نے 80 برس کی عمر میں 2 ذوالحجہ 1381ہجری بروز بدھ اپنے گاؤں جعفر خان لغاری میں وفات پائی، مگر وصیت کے مطابق انہیں درگاہ منٹھار فقیر کے احاطے میں دفن کیا گیا۔

اللہ ڈنو فقیر بھی شاعری میں اپنی مثال آپ تھا، اور نہ صرف شاعری بلکہ انہیں موسیقی پر بھی دسترس حاصل تھی۔ سندھ کے نام ور محقق ڈاکٹر نبی بخش بلوچ نے اپنی کتاب "اسان جو گوٹھ۔ جعفر خان لغاری" میں ان کا تذکرہ کیا ہے۔ ان کی کافیاں بھی دی ہیں اور لکھا ہے "مجھے موسیقی کی تعلیم اللہ ڈنو فقیر نے دی تھی، اور وہ میرے استاد ہیں"۔ اللہ ڈنو فقیر کا کلام راقم الحروف کے زیرِ ترتیب ہے، جو انشاءاللہ جلد شایع ہو گا۔

پریل فقیر پینار: پریل فقیر، جھبھڑ فقیر کا بیٹا تھا، جس کا ذکر پہلے آ چکا ہے۔ پریل فقیر بھی کافی کا بے مثال شاعر تھا۔ اس نے اپنی شاعری کی کتاب "احوالِ عشق" خود ترتیب دی تھی۔ اس کتاب میں وہ اپنے متعلق لکھتے ہیں "میرا جنم 1911ء میں پارسی گاؤں میں 'سدا واہ' میں ہوا۔ 1927ء میں میں نے سات کلاسیں سندھی کی تعلیم حاصل کی۔ اور کچھ وقت بعد شاعری شروع کی میرا استاد منٹھار فقیر تھا۔ اور ان کی معرفت سجادہ نشین درگاہ ہالا شریف حضرت مخدوم غلام محمد کے ہاتھ پر بیعت ہوا۔ اس کے بعد سارے ہندوستان کی سیر کی۔ جب استاد گرامی منٹھار فقیر رحلت فرما گئے۔ اس کے ایک سال بعد میرے والد جھبھڑ فقیر نے وفات پائی۔ اور 1939ء سے 1941ء تک اپنا رسالہ قلمبند کیا۔"

پریل فقیر نے بھی منٹھار فقیر کی طرح اپنے کلام کو موسیقی کی ترتیب میں رکھا انہوں نے 38 برس کی کم عمر میں بہت عمدہ مطالعہ ومشاہدہ کیا جو ان کی شاعری میں بخوبی نظر آتا ہے۔ پریل فقیر سندھی، سرائیکی، اردو اور ہندی کے بہترین شاعر تھے۔ ان کی مزاحیہ شاعری بھی اپنی مثال آپ ہے۔ ان کی شاعری کا بیاض نئی ترتیب سے استاد حکیم امام بخش منگریو ترتیب دے چکے ہیں، جو سندھی ادبی بورڈ جام شورو کی طرف سے مئی 2015ء میں شایع ہو چکی ہے۔ انہوں نے 1950ء میں وفات پائی اور انہیں اپنے والد چھبڑ فقیر کے مزار کے قریب درگاہ منٹھار فقیر کے احاطے میں دفنایا گیا۔

بچایو فقیر رند•: نزبیت کے نامور شاعر وفنکار بچایو فقیر رند کا تعلق کھپرو کے قریب ایک گاؤں سے تھا۔ اُس نے منٹھار فقیر راجڑ کی شاگردی اختیار کی اور شعر گوئی میں بڑا نام حاصل کیا۔ عمر کے آخری حصے میں وہ تحصیل سنجھورو کے قریب آکر رہنے لگے۔ سندھ میں نزبیت کی شاعری میں انکا بڑا نام ہے۔

ساہڑ فقیر لغاری: ساہڑ فقیر لغاری 1900ء کو پلیو لغاری تحصیل سنجھورو ضلع سانگھڑ کے نامور شاعر تھے۔ اُن کے چھوٹے بھائی گلسن فقیر لغاری بھی شاعر تھے۔ دونوں کے کلام کا نمونہ جناب ڈاکٹر نبی بخش خان بلوچ نے اپنے کتاب 'منھنجو گوٹھ جعفر خان لغاری' میں پیش کیا ہے۔ ساہڑ فقیر لغاری کا کلام راقم الحروف نے تحقیقی مقدمے کے ساتھ مرتب کیا ہے۔ ساہڑ فقیر لغاری کے مستند راوی پیر بخش لغاری نے بتایا کہ جب بچایو فقیر رند اُن کے گاؤں کے قریب آکر آباد ہوئے تو، ساہڑ فقیر اور گلسن فقیر سے ان کی نسبت ہوئی۔ بچایو فقیر رند منٹھار فقیر راجڑ کے طالب تھے، اور حضرت منٹھار فقیر راجڑ جب حضرت ڈنل شاہ جیلانی (درگاہ حضرت حسن بخش شاہ جیلانی، ڈھڑو شریف) کے پاس یاہالا شریف جایا کرتے تھے، تو الھڈنو فقیر ماچھی، بچایو فقیر رند بھی ان کے ساتھ جایا کرتے تھے، ساہڑ فقیر کو بھی ان کی صحبت و شاگردی نصیب ہوئی۔

•بلوچ، نبی بخش خان، ڈاکٹر، 'نزبیت'، سندھی ادبی بورڈ، جام شورو۔

ساہڑ فقیر لغاری نے حضرت منٹھار فقیر راجڑ کی بزرگانہ، شاعرانہ اور فنکارانہ صلاحیتوں سے متاثر ہو کر ان کی شاگردی اختیار کی۔ اور یکتارو پر ایسا سُر سے گاتے تھے کہ علاقے کے مقامی فنکار ان کے سامنے بے بس ہو جاتے تھے۔ ساہڑ فقیر لغاری کی شاعری پر منٹھار فقیر راجڑ کی شاعری کا اثر پایا جاتا ہے۔

عبادت وریاضت

فقیر صاحب سہروردی طریقت سے اپنے مرشد سے بیعت تھے۔ اس لئے آپ صبح شام ذکر کرتے رہتے تھے۔ آپ روزہ نماز کے پابند تھے۔ بیماری کی حالت میں بھی نماز ادا کرتے رہتے تھے۔

پوشاک

آپ عموماً ہرے یا نیلے رنگ کی قمیص اور آسمانی یا نیلے رنگ کی شلوار پسند کرتے تھے، اور سر پر ہری یا کالی پگڑی پہنا کرتے تھے۔

کرامات ومعجزات

حضرت منٹھار فقیر راجڑؒ بزرگ اور اللہ کے ولی تھے۔ اُن کی زبان میں وہ تاثیر تھی کہ جو فرماتے تھے، اللہ کے حکم سے وہ ہو جاتا تھا۔ ایسی کئی روایات عقیدت مند و مُرید اکثر و بیشتر سنایا کرتے ہیں۔ یہاں پر رسالہ خدائی میں شامل چند روایات پیش کی جاتی ہیں۔

روایت-1: ایک بار آپ عصر کی نماز کے بعد اپنے گاؤں میں کچھ احباب کے ساتھ مکان پر بیٹھے تھے کہ دو آدمی ان کی خدمت میں حاضر ہوئے ایک کا نام قیصر راجڑ (اب کے میرپور خاص کے بڑے دولتمند مانے جاتے ہیں، ان کے دادا) اور دوسرے کا نام مالک راجڑ تھا؛ ایک نے اپنی غربت و تنگدستی کی وجہ سے فقیر صاحب سے دعا طلب کی اور دوسرے نے اپنی حیثیت و اناد کھائی۔ حضرت منٹھار فقیرؒ نے ایک شعر کہا جس میں قیصر کو دعا دی اور مالک کو

بددعا۔ قدرت کا کرنا ایسا ہوا کہ قیصر راجڑ کچھ عرصے بعد دولت مند بن گئے اور مالک راجڑ کچھ عرصے بعد قدرت کے عذاب کا نشانہ بن گئے۔

روایت-2: فقیر ولی بخش، جو کہ حضرت منٹھارؒ کے پوتے تھے، اور ان پڑھ تھے۔ ایک بار محرم الحرام کے مہینے میں مرثیہ خوانی ہو رہی تھی اور منٹھار فقیر محفل میں مرثیہ پیش کر رہے تھے کہ اُن کی آواز میں رکاوٹ ہوئی، کافی کوشش کے باوجود آواز میں کوئی فرق نہیں آیا فقیر صاحب نے مجموعے پر نظر دوڑائی اور فقیر ولی بخش کو بلایا۔ جب وہ قریب آئے تو انہیں حکم کیا کہ آپ مرثیہ پڑھیں۔ فقیر ولی بخش نے عرض کیا کہ "قبلہ میں بالکل ان پڑھ ہوں اور مجھے الفاظ سمجھ میں نہیں آئیں گے"۔ منٹھار فقیرؒ نے فرمایا "آپ پڑھو ہم آپکو پڑھاتے ہیں"۔ جب ولی بخش فقیر نے کتاب ہاتھ میں لے کر دیکھی تو انہیں ایسا لگا کہ جیسے وہ سب کچھ سمجھ رہے ہیں اور انہوں نے پڑھنا شروع کیا۔ فقیر ولی بخش تادمِ آخر کتابوں کا مطالعہ کرتے رہے۔ حالانکہ انہوں نے نہ کبھی کسی مکتب سے تعلیم حاصل کی اور نہ ہی کسی استاد سے کچھ سیکھا۔ یہ منٹھار فقیر کی دعا اور نظرِ عنایت تھی کہ وہ لفظ شناس ہو گئے۔

روایت-3: ایک بار کا واقعہ ہے کہ آپ سفر سے لوٹ رہے تھے، راستے میں سورج غروب ہو گیا، وہاں قریب ہی خاصخیلی قبیلے کا ایک بڑا گاؤں تھا۔ آپ اپنے مریدوں کے ہمراہ اس گاؤں میں آئے اور گاؤں کے وڈیرے کو بلوایا جس کا نام پیرانو تھا، اُس کو کہا کہ ہم سفر سے آ رہے ہیں، ہمارا گاؤں بہت دور ہے آپ ہمارے رہنے اور کھانے کا انتظام کریں۔ یہ اس دور کا واقعہ ہے جب سندھ میں خطرناک بیماری پھیلی ہوئی تھی اس بیماری میں یہ حال تھا کہ ایک جنازے کو دفنا کر لوٹتے تھے کہ دوسرا آدمی دم توڑ دیتا تھا۔ اُس وڈیرے نے عرض کیا کہ آپ کے رہنے کا تو بندوبست کیا جا سکتا ہے، مگر کھانے کا انتظام نہیں ہو سکتا کیونکہ ہمارے گاؤں کے سبھی لوگ بیماری میں مبتلا ہیں اور سخت اذیت میں ہیں۔ فقیر صاحب کو اس بات کا بڑا دکھ ہوا، انہوں نے پوری رات بیتابی سے گذاری۔ اچانک انہیں نیند آ گئی اور خواب میں دیکھتے

ہیں کہ چار آدمی آئے اور انہیں ایک جگہ لے گئے جہاں ایک خیمہ بنا ہوا تھا اور وہ اس خیمے میں چلے گئے۔ آپ باہر کھڑے دیکھ رہے تھے کہ لوگ بہت عمدہ طعام لے کر جا رہے ہیں۔ آپ نے دریافت کیا کہ یہ طعام کس کا ہے، انہوں نے بتایا کہ یہ حضرت امام حسین علیہ السلام کا لنگر ہے، اور امام صاحب سامنے خیمے میں تشریف فرما ہیں۔ فقیر صاحب اس خیمے کی جانب جانے لگے تو انہیں اپنے علاقے کے ایک سید صاحب نظر آئے۔ آپ نے ان سے دریافت فرمایا "امام صاحب تشریف فرما ہیں کیا؟" اس نے بتایا کہ "جی ہاں، امام صاحب تشریف فرما ہیں۔ آپ کچھ دیر انتظار کریں تو میں آپ کی حاضری کرواتا ہوں"۔ فقیر صاحب وہاں کھڑے تھے کہ آواز آئی کہ اے منٹھار ایک کافی سنائیں۔ پھر دوبارہ وہی آواز آئی، آپ نے شاہ صاحب سے دریافت کیا کہ یہ کون بُلا رہا ہے۔ سید صاحب نے کہا کہ آپ وہاں توجہ نہ دیں۔ پھر آواز آئی کہ اے منٹھار فقیر آپ کو خدا کا واسطہ ایک کافی سُنا کر جائیں۔ تو فقیر صاحب اُس طرف جانے والے ہی تھے کہ اس سید صاحب نے روک لیا اور کہا پہلے امام پاک کی زیارت کر کے جائیں۔ پھر سید صاحب خیمے میں گئے اور تھوڑی دیر میں واپس آئے اور پھر منٹھار فقیر کو خیمے کے اندر لے گئے۔ حضرت امام حسین علیہ السلام کی زیارت ہوئی۔ زیارت کے بعد فقیر صاحب نے پوچھا کہ یہ آواز کیسی آ رہی تھی، تو امام صاحب نے فرمایا کہ یہ شیطان ہیں، جن کی وجہ سے یہاں بیماریاں ہیں۔ ہم بھی ان کی وجہ سے آئے ہیں، کافی شیطان قید کئے ہیں۔ کچھ رہتے ہیں ان کو بھی قید کریں گے۔ فقیر صاحب نے عرض کیا کہ سائیں انہوں نے اللہ کا واسطہ دیا ہے، اسے کیسے واپس کروں۔ تو امام پاک نے فرمایا پھر ٹھیک ہے ہم آپکو یہ تعویذ دیتے ہیں۔ یہ لے کر جائیں۔ آپ نے فوراً کاغذ اور قلم منگوایا اور تعویذ بنا کر دیا۔ وہ الفاظ فقیر صاحب نے یاد کر لئے۔ اسی دوران آپ خواب سے بیدار ہو گئے۔

خواب سے بیدار ہونے کے بعد آپ نے فوراً پیرانو کو بلوایا اور کاغذ قلم منگوایا، پھر بیماروں کی تعداد معلوم کی جتنے بیمار تھے، اتنے کاغذ کے ٹکڑے کر کے وہی الفاظ لکھ کر دیئے جو انہیں خواب میں امام پاک نے لکھ کر دیئے تھے، اور کہا کہ ہر ایک مریض کو یہ تعویذ بنا کر

باندھیں۔ پیرانو جیسے جیسے تعویذ باندھتا گیا، ویسے ویسے لوگ بالکل صحت یاب ہوتے گئے۔ جب یہ حقیقت پیرانو نے گاؤں والوں کو بتائی تو انہوں نے فقیر صاحب کے لئے نہ صرف کھانے کا بندوبست کیا بلکہ پورا گاؤں آپ کا مرید بھی ہوا۔

روایت-4: ڈوں ہائی کے سید حضرت مخدوم نوحؒ کے مرید تھے، اور فقیر منٹھارؒ کی ان سے بہت 'قربت' تھی۔ ایک بار فقیر صاحب ان کے ہاں ٹھہرے ہوئے تھے، اُن کا ایک آدمی آیا اور اُن سے مخاطب ہو کر کہنے لگا کہ سید صاحب یہ کونسے فقیر ہیں، یہ تو مجھے جھوٹے اور نقلی فقیر لگتے ہیں۔ اور اس طرح سے بہت گستاخ ہوا۔ منٹھار فقیرؒ نے فرمایا کہ اگر ہم جھوٹے ہیں تو ہمارے جسم سے خون نکلے گا اگر تم جھوٹے ہوئے تو تمہارے جسم سے۔ بس یہ کہنا تھا کہ اُس کو خون کی اُلٹیاں ہونے لگیں اور پورے جسم سے خون نکلنے لگا، اور تھوڑی دیر میں دم توڑ گیا۔ لوگوں نے شاہ صاحبان کو کہا کہ اس راجڑ نے آپکے خادم کو قتل کر دیا، آپ اسے کچھ نہیں کہہ رہے۔ سید صاحبان نے فرمایا کہ یہ راجڑ نہیں ہے، یہ اپنے وقت کے کامل بزرگ ہیں۔

روایت-5: بارش کے متعلق مشہور ہے کہ آپ جب بھی دعا کرتے تھے، تو بارش آ جاتی تھی۔ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ بڑی مدت تک بارش نہ آئی تھی، کھیت سوکھ گئی تھی، مویشی مر رہے تھے۔ لوگ پریشان ہو کر فقیر منٹھارؒ کے پاس آئے کہ دعا کیجئے کہ بارش ہو، ورنہ ہمیں بہت نقصان ہو گا۔ آپ نے دعا کی اور ایک کافی (رسالہ خدائی، ص188) لکھی اور دعا کی۔ پھر تو بہت بارش ہوئی، لوگ خوشحال ہو گئے۔ زمینیں سرسبز ہو گئیں۔ کچھ برس بعد پھر وہی صورتحال ہو گئی اور فقیر صاحب نے ایک کافی (رسالہ خدائی، ص191) لکھی اور دعا کی تو خوب بارش ہوئی۔

رسالہ خدائی میں فقیر ولی بخش کی زبانی ایک روایت درج ہے کہ ایک بار میں کھیتوں سے ہو کر آیا، فقیر صاحب چارپائی پر لیٹے ہوئے تھے، مجھے دیکھ کر آپ اُٹھ کر بیٹھے اور مجھ سے کھیتوں کا حال معلوم کیا، میں نے عرض کیا کہ اگر تھوڑے دنوں تک برسات نہ ہوئی تو سارے کھیت تباہ ہو جائیں گے۔ آپ اکثر ایسی باتوں سے کتراتے تھے، لیکن ایک کافی لکھ کر

دی اور دعا کی۔ شام کو باہر صحن میں فقیر صاحب اور دیگر مرید و عقیدت مند بیٹھے ہوئے تھے، اور کھانا کھانے کی تیاری کر رہے تھے کہ آسمان پر بجلی چمکی۔ فقیر صاحب نے کہا کہ سامان اندر کرو، بارش آ رہی ہے۔ ہم نے عرض کیا کہ سائیں موسم تو بالکل ٹھیک ہے۔ آپ نے کہا کہ بارش پہنچنے والی ہے، جلدی کرو۔ ہم نے ابھی سامان اندر ہی نہیں کیا تھا کہ بارش آ پہنچی۔ بارش بہت زور سے آئی اور دو دن مسلسل برسی۔ سومار راجڑ جو کھیتوں کی دیکھ بھال کرتا تھا، فقیر صاحب کے پاس آیا کہ اب بارش بند کروائیں ورنہ مویشی مر جائیں گے اور فصل بھی ڈوب جائے گی۔ تو فقیر صاحب نے میری طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا کہ یہ کام اس کے ہیں۔ پھر مجھے اور سومار کو اشارہ کیا کہ آپ دونوں امام پاک کے 'پِڑھ' پر جائیں اور دعا مانگیں۔ ہم دونوں وہاں گئے اور سومار نے منت مانگی کہ اگر بارش رُک جائے اور اس سال فصل اچھی ہو جائے تو میں ہر سال محرم کے مہینے میں ایک بھینس کا پاڑا اور ایک دیگ خیرات کروں گا۔ پھر تھوڑی دیر میں بارش تھم گئی۔ پھر سومار ساری عمر ہر سال محرم کے مہینے میں وہی خیرات کرتا رہا۔

روایت-6: بِھیل قبیلہ فقیر صاحب کا معتقد تھا۔ ایک بار فقیر صاحب بھیلوں کی دعوت پر تھے کہ لاکھو نامی شخص فقیر صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا کہ میرا کوئی بیٹا نہیں اور بہت مفلس ہوں، میرے حق میں دعا کریں۔ فقیر صاحب کچھ دیر خاموش رہے، پھر اس کے حق میں دعا کی اور کہا کہ تم کو 'جام لاکھو' بناتے ہیں اور آپ کے سات بیٹے ہوں گے۔ مستقبل میں اس کے سات بیٹے ہوئے اور اُس نے خوشحال زندگی بسر کی۔ اور اپنے قبیلے میں بلند مقام حاصل ہوا۔

روایت-7: سومار نامی بھیل قبیلے کا آدمی تھا۔ اس کے والدین انتقال کر چکے تھے، اور اپنے چچا کے ساتھ رہتا تھا۔ فقیر صاحب ان کے گاؤں گئے تو اُس نے بڑی خدمت کی۔ اور واپسی میں فقیر صاحب کے ساتھ اُن کے گاؤں تک چھوڑنے آیا۔ فقیر صاحب نے اُس سے متاثر ہو کر اُسے دعا دی اور کہا کہ تمہیں تین دن کے اندر رشتے کی خوشخبری ملے گی۔ وہ بڑا

حیران ہوا، مجھ یتیم کو کون رشتہ دے گا۔ وہ واپس اپنے گاؤں پہنچا تو دوسرے دن اس کے چچا اپنے بیٹے کے لئے ایک جگہ رشتہ لینے گئے، سومار بھی اُس کے ساتھ گیا۔ جس لڑکی کا رشتہ لینے گئے تھے، اُس کی ماں نے دریافت کیا کہ یہ کون ہے؟ اُس کے چچا نے کہا کہ یہ میرا بھتیجا ہے۔ اُس نے کہا کہ میں اپنی بیٹی کا رشتہ اس کو دوں گی، آپکے بیٹے کو نہیں۔ بڑی تو تو میں میں ہوئی۔ آخر لڑکی کی ماں نے کہا کہ آپ کے بیٹے کے لئے میں دوسری بیٹی کا رشتہ دیتی ہوں، مگر یہ رشتہ میں اسی کو دوں گی۔ پھر جھگڑا ختم ہوا اور دونوں شادیاں ہوئیں۔ سومار نے باقی زندگی خوش و خرم گذاری۔

روایت-8: رحیم یار خان (پنجاب) کی طرف کا ایک بڑی فقیر جو کہ مخدوم نوح سرورؒ کا مرید تھا، اُس کی فقیر منٹھارؒ سے بھی عقیدت تھی۔ وہ اکثر اصرار کرتا تھا کہ آپ میرے گاؤں چلیں۔ ایک بار اُس نے فقیر صاحب کو بہت مجبور کیا کہ وہ ان کے گاؤں چلیں۔ فقیر صاحب نے کہا کہ ہم آپ کے گاؤں سے ہو کر آئے ہیں۔ اُسے یقین نہیں آرہا تھا، تو فقیر صاحب نے اُسے اُس کے گاؤں کی نشانیاں بتائیں تو وہ بہت حیران ہوا۔ اور فقیر صاحب سے اس سفر کا حال دریافت کرنے لگا۔ فقیر صاحب نے کہا کہ ہم اپنے مرشد نوح سرورؒ کے ساتھ آئے تھے، اور یہ ایک روحانی سفر تھا۔ آپ نے اس سفر کی پوری داستان ایک کافی (رسالہ خدائی، ص482) میں بیان کی ہے۔

روایت-9: کھپرو شہر کے بنیے مشہور دولت مند تھے، اور بھیروانی کہلاتے تھے۔ اُن میں چچلو نامی ایک بنیا تھا، جو سب سے بڑا ساہوکار تھا۔ اُس کا کسی بات پر فقیر صاحب سے تنازعہ ہوا۔ فقیر صاحب نے اُسے بہت سمجھایا مگر وہ ماننے کو تیار نہ تھا۔ فقیر صاحب بہت دکھی ہوئے اور اسی کیفیت میں ایک شعر لکھا۔ کچھ دن بعد اُس کے نصیب بگڑنے لگے، یہاں تک کہ وہ پاگل ہو کر خواجہ سراؤں کے ساتھ تالیاں بجانے لگا۔ پھر بنیے فقیر صاحب کے پاس آئے اور اُن سے معافی طلب کی۔ فقیر صاحب نے اُنہیں معاف کیا اور دعا دی پھر ان کے حالات بدل گئے۔

روایت-10: قریبی گاؤں میں پریو راجڑ نامی ایک شخص رہتا تھا، جو آنے جانے والے فقیروں اور اولیاءاللہ کو اکثر تنگ کرتا رہتا تھا اور فقیر منٹھارؒ کو بھی بہت تنگ کیا کرتا تھا، مگر فقیر صاحب درگذر کرتے رہتے تھے۔ ایک بار وہ صوفی صادق فقیر کے گاؤں اپنے مویشی لے کر گیا۔ اُس وقت صوفی صاحب کا سالانہ میلہ بھی تھا، لوگ میلے پر جا رہے تھے تو وہ راستہ روک کر اُن سے صوفی صاحب کی برائیاں کرنے لگا، اور بہت گستاخ ہونے لگا۔ اتفاق سے مویشی صوفی صادق فقیر کے کھیتوں میں جا گھسے، اور فصل کا نقصان کیا۔ صوفی صادق فقیر کے لوگ اُن مویشیوں کو لے کر آئے۔ پریو اپنے مویشیوں چھڑانے کے لئے وہاں گیا تو صوفی صاحبان کے لوگوں نے بتایا کہ یہ آپ کی برائیاں کر رہا تھا، اور آپ کی شان میں گستاخی کر رہا تھا، لیکن صوفی صاحب نے اُسے مویشیوں کے ساتھ عزت سے جانے دیا کہ آپ منٹھار فقیر راجڑؒ کے علاقے کے رہنے والے ہیں۔ صوفی صاحب اور منٹھار فقیرؒ میں قربت تھی۔ یہ خبر منٹھار فقیرؒ کو ہوئی تو وہ بہت رنجیدہ ہوئے، لیکن پریو اپنی حرکتوں سے باز نہ آیا۔ پھر فقیر صاحب نے اُن پر ایک شعر لکھا جس میں پریو کے پار کر (تھر) سے دور جانے کی نشاندہی تھی۔ کچھ دنوں بعد پریو اچانک گم ہو گیا، اور کافی پوچھ گچھ کرنے کے بعد پتہ چلا کہ وہ پار کر سے آگے جا رہا تھا، اور اُن پر فقیر منٹھارؒ نے شعر لکھا تھا۔ اس کے رشتے داروں نے فقیر صاحب سے معافی طلب کی اور پریو کی واپسی کے لئے ہاتھ جوڑے۔ بہت مجبور ہونے پر فقیر صاحب نے پھر شعر لکھا، جس میں اس کی واپسی اور پھر مکھی بیلہ (سانگھڑ) کی طرف جانے کی نشاندہی تھی۔ کچھ دنوں بعد پتہ چلا کہ پریو واپس ہوا، لیکن گاؤں نہیں آیا، گاؤں کے قریب سے گذرا اور مکھی چلا گیا، اور باقی زندگی وہاں بسر کی، اور وہیں وفات پا گیا۔

روایت-11: قریبی گاؤں میں حامید نامی ایک شخص رہتا تھا، جو لنگڑا بھی تھا اور مولوی تھا۔ وہ بھی محرم الحرام کے مہینے میں جب مرثیہ خوانی کی محفلیں ہوا کرتی تھیں، تو فقیر منٹھارؒ کے مکان پر آتا اور بہت گستاخی کرتا تھا۔ ایک بار مرثیہ خوانی کی محفل چل رہی تھی۔ فقیر صاحب مرثیہ پڑھ رہے تھے کہ وہ آتے جاتے لوگوں سے بدتمیزی کرنے لگا، مجبور ہو کر فقیر صاحب کے

خادم نے انہیں مرثیہ پڑھتے بتایا کہ حامید بہت گستاخی کر رہا ہے۔ آپ نے مرثیہ پڑھتے ایک سطر کا اضافہ کر کے اُس پر لعنت بھیجی۔ جب وہ اپنے گاؤں گیا تو گھر پہنچتے ہی اُس کی طبیعت خراب ہوئی، اور کچھ وقت بیمار رہا آخر وہ اُسی بیماری میں ہی بہت تکلیف میں وفات کر گیا۔

روایت-12: کھپر و شہر سے 5-6 کلو میٹر کے فاصلے پر میر پور خاص روڈ پر ایک مسجد اب بھی موجود ہے، جہاں ایک ذکریا ہنگور جو کا بڑا گاؤں ہوا کرتا تھا، جو کہ بڑا زمیندار تھا۔ اُس کے بھتیجے علیم نے فقیر منٹھارؒ کے عقیدت مندوں کو کسی مسئلے پر تنگ کیا۔ فقیر صاحب نے اُس کو بلوا کر کہا کہ آپ علاقے کے وڈیرے ہیں، آپکی یہ روش ٹھیک نہیں ہے۔ لیکن وہ باز نہ آئے، فقیر صاحب نے دوبارہ اُن کو بلوا کر کہا، لیکن وہ مان نہیں رہا تھا۔ فقیر صاحب نے مجبور ہو کر ان پر شعر لکھا۔ خدا کا کرنا ایسا ہوا کہ آہستہ آہستہ پورا گاؤں ختم ہو گیا۔

روایت-13: ایک بار کا ذکر ہے کہ فقیر صاحب کے کسی عقیدت مند کو بخار ہوا۔ اُس نے پیغام بھیجا کہ دعا یا دھاگا بھیجیں۔ فقیر صاحب نے دھاگا بھیجا لیکن بخار نہیں گیا۔ پھر دوبارہ اُس کا پیغام پہنچا، فقیر صاحب نے دوبارہ دھاگا بھیجا لیکن بخار پھر بھی نہیں گیا۔ پھر ایک آدمی پیغام لے کر آیا کہ سائیں بخار ابھی تک نہیں گیا، تو فقیر صاحب نے اپنے طالب، جو اُس وقت موجود تھا، اُسے کہا کہ دھاگا اُٹھاؤ اور پڑھو 'بخار او بخار جاؤ تو جاؤ نہیں تو انگوٹھے پہ چڑھو'۔ پھر اُس مریض نے وہ دھاگا باندھا تو بخار ختم ہو گیا۔

روایت-14: ہنگور نو شہر کے ایک کمھار نے فقیر صاحب کی دعوت کی، اُس کا بھائی مولوی تھا۔ فقیر صاحب وہاں گئے۔ رات کو فقیر صاحب نے 'ناد' بجا کر ذکر کیا، تو وہ مولوی اپنے بھائی پر بہت غصہ ہونے لگا کہ یہ کس فقیر کو لے کر آئے ہو اور یہ کون سی شیطانی آواز ہے۔ فقیر صاحب نے کچھ دیر اس کی بات سنی اور اسے سمجھانے کی کوشش کی مگر وہ ماننے کو تیار نہ تھا۔ مجبوراً فقیر صاحب نے کہا کہ بھائی اگر یہ شیطانی آواز ہو گی تو اس سے اللہ پناہ میں رکھے گا، اگر رحمانی ہو گی تو اللہ آپ سے بھی سنوائے گا۔ رات کو فقیر صاحب اور دیگر

عقیدت مند سو گئے، کہ آدھی رات کو وہی مولوی آیا، اور فقیر صاحب کے سرہانے رکھی ناد اُٹھا کر بجانے لگا۔ فقیر صاحب نیند سے بیدار ہوئے تو دیکھا کہ مولوی صاحب ناد بجانے کی کوشش کر رہا ہے۔ آپ نے فرمایا یہ تو شیطانی آواز ہے، آپ کیوں بجا رہے ہیں۔ پھر اس نے فقیر صاحب سے معافی مانگی۔ کہا جاتا ہے کہ وہ تاعمر اپنے ہاتھ کو منہ پر رکھ کر ناد بجایا کرتا تھا اور باقی دنیاوی کام کاج ترک کر دیے تھے۔

وفات:

حضرت منٹھار فقیر نے 10 شوال 1353 ہجری، بمطابق 16 جنوری 1935ء کو وفات پائی۔ رسالہ خدائی میں روایت ہے کہ 9 شوال کو آپ کو معمولی بخار ہوا، اور اپنے عزیز اقارب کو بلوا کر فرمایا کہ مجھے اپنے اصل وطن جانے کی تیاری ہے۔ آپ نے اس وقت سب کو نیک کام کرنے کی نصیحتیں اور دعائیں فرمائیں۔ پھر سب کو اجازت دی کہ جا کر آرام کریں۔ لیکن فقیر ولی بخش بیٹھے رہے، رات کافی گذر چکی تھی۔ پھر فقیر ولی بخش کو فرمایا دودھ لاؤ، فقیر ولی بخش دودھ لے آئے، دودھ پی کر، سیدھے لیٹے اور بولے میرے اوپر گدڑی ڈال دو۔ پھر کلمہ پڑھا اور کلمہ پڑھتے ہی دار الفنا سے دار البقا جا پہنچے۔ (اناللہ وانا علیہ راجعون)۔

درگاہ کی تعمیر

منٹھار فقیرؒ نے اپنی زندگی میں ہی مقبرہ، لحد اور مسجد تعمیر کروائی تھی اور آپ اکثر اس لحد میں سویا کرتے تھے۔ آپ کو خواب میں حضرت بکھن دھنیؒ نے آخری آرام گاہ کے طور پر وہ جگہ بتائی تھی، جہاں ابھی منٹھار فقیر کا مزار و مقبرہ ہے۔ اس لیے فقیر صاحب نے اس خواب کے کچھ عرصے بعد مقبرہ اور مسجد تعمیر کروائی اور وصیت فرمائی کہ یہ ہماری آخری آرام گاہ ہے۔ منٹھار فقیر کی وفات کے بعد فقیر ولی بخش نے باقی تعمیرات کا کام مکمل کروایا۔

(ب)

درگاہ حضرت منٹھار فقیرؒ کے سجادہ نشین

پہلے سجادہ نشین، فقیر ولی بخش:

منٹھار فقیر کا بیٹا فقیر پیر بخش، ان کی حیات میں ہی وفات پا چکا تھا، منٹھار فقیر کی رحلت کے بعد ان کا بڑا پوتا فقیر ولی بخش درگاہ کا پہلا سجادہ نشین ہوا۔ جو بہترین شاعر اور فقیر طبع انسان تھا۔ اس کی شاعری کا مجموعہ 1999ء میں منٹھار فقیر راجڑ اکیڈمی کی طرف سے شایع ہوا۔ فقیر ولی بخش سندھ کے صوفیاء کرام کی درگاہوں پر جایا کرتا تھا اور اس کی دانشمندی، شاعرانہ صلاحیت اور موسیقی سے لگاؤ نے اسے سندھ بھر میں مقبول کیا۔ وہ 29 محرم 1404 ہجری، 5 نومبر 1983ء ہفتے کی رات کو وفات پا گیا۔

دوسرے سجادہ نشین، فقیر ولی محمد:

فقیر ولی محمد، درگاہ کا دوسرا سجادہ نشین تھا اور فقیر ولی بخش کا بڑا بیٹا۔ وہ درگاہ کے کاموں میں بڑی دلچسپی رکھتا تھا۔ سالانہ عرس کے موقعے پر بہترین انتظام کرتا اور مہمانوں کی خدمت کرتا تھا۔ انہوں نے 25 رجب 1405 ہجری بمطابق 17 اپریل 1985ء کو وفات پائی۔

تیسرے سجادہ نشین، فقیر محمد بخش ضامن:

فقیر محمد بخش ضامن، فقیر ولی محمد کے بڑے بیٹے ہیں۔ آپ شاعر اور صاحب سلوک ہیں۔ آپ درگاہ اور اپنے مرشدین کی خدمت میں ہر دم نمایاں رہتے ہیں۔ منٹھار فقیر راجڑ اکیڈمی کے کام کو آپ نے بہت بڑھایا، مخزن اور رسائل بھی شایع کروائے۔ فقیر محمد

بخش کو شاعری وراثت میں ملی ہے، اور ان کی شاعری میں وہ سبھی رنگ و خوبیاں موجود ہیں، جو سندھ کے صوفی بزرگوں کی شاعری میں پائی جاتی ہیں۔ فقیر محمد بخش شاعری میں 'ضامن' تخلص استعمال کرتے ہیں۔ آپ نے اپنی شاعری کا مجموعہ ترتیب دے دیا ہے، جو اشاعت کا منتظر ہے۔

آپ کے 5 بیٹے: 1۔ فقیر ولی بخش، 2۔ فقیر ولی محمد، 3۔ فقیر اعجاز علی، 4۔ فقیر فیاض علی اور 5- محمد طلحہ عرف فقیر ریاض علی ہیں۔

(ج)

حضرت منٹھار فقیر راجڑ کی اردو اور سرائیکی شاعری

منٹھار فقیر راجڑ کی اردو شاعری

سندھ میں اردو شاعری کی تاریخ صدیوں پر محیط ہے۔ سندھ کے شعراء نے جہاں سندھی زبان میں اپنے جذبات کا اظہار کیا، وہاں انہوں نے دیگر زبانوں میں بھی شاعری کی۔ سندھ میں شاعری کی تاریخ کا مطالعہ ہمیں بتاتا ہے، کہ سندھ کے شاعروں نے نہ صرف سندھی، بلکہ عربی، فارسی، ہندی، اردو اور سرائیکی میں بھی طبع آزمائی کی، اور اُن زبانوں میں اپنا پیغام و کلام پیش کیا اور تاریخ میں اُن کا نام آج بھی روشن ہے۔ ڈاکٹر نبی بخش خان بلوچ اپنی کتاب "سندھ میں اردو شاعری" میں ملا عبدالحکیم 'عطا' ٹھٹوی (1040-1140ھ) کو سندھ میں پہلے اردو شاعر کے طور پر رکھا ہے۔ یہ سلسلہ آج تک قائم ہے، اور اب یہ تعداد ہزاروں میں ہے۔

منٹھار فقیر راجڑؒ کا شمار سندھ کے اُن نامور شعراء میں ہوتا ہے، جنہوں نے سندھی شاعری کی اہم صنف 'کافی' میں اپنی صلاحیتوں کا بھرپور اظہار کیا۔ آپ 'کافی' کے آخری دور کے شاعروں شمار ہوتے ہیں۔ حالانکہ سندھ میں 'کافی' کی صنف پر اب بھی طبع آزمائی ہو رہی ہے، لیکن اب چند ہی شعراء ہیں جو 'کافی' لکھ رہے ہیں۔ 'کافی' کبھی سندھ کے کونے کونے میں لکھی اور گائی جاتی تھی، درگاہوں پر، میلوں میں، خوشی کے مواقع پر، یعنی ہر جگہ 'کافی' سُنی جاتی تھی۔ وہ محفلیں اب خواب ہو گئی ہیں۔ کافی کے علاوہ آپ نے مدح، مرثیہ، مولود، مناجات، بیت، ڈھر، سہ حرفی اور لولی پر بھی لکھی ہے۔

منٹھار فقیر راجڑؒ کا شمار سندھ کے ان چند شعراء میں ہوتا ہے، جنہوں نے اپنی شاعری کی موسیقی ترتیب دی۔ انہوں نے نہ صرف راگ اور راگنی کی بنیاد پر اپنے رسائل کو مرتب کیا، بلکہ ہر ایک کافی کے تار (تال) بھی بتائے کہ فلاں کافی کونسے تار میں گائی جائے گی۔ یہ ایک ایسا کمال ہے کہ شاعر موسیقی میں بھی اتنی ہی مہارت رکھتا ہو جتنی وہ اپنی شاعری کا موسیقی کے حوالے سے قاعدہ بنا کردے۔ یہ منٹھار فقیر راجڑ کی ایک انوکھی خوبی بھی ہے۔

منٹھار فقیر راجڑ کی 1000 سے زائد کافیاں ہیں، جو چار رسائل پر مشتمل ہیں:

1۔ **رسالہ خدائی:** اس رسالے میں 800 کے قریب قریب کافیاں ہیں، جس میں اردو اور سرائیکی کافیاں بھی شامل ہیں۔ رسالہ خدائی کی پہلی بار ترتیب و کتابت کا کام سادھو دھرموں مل نے 21 مارچ 1908ء سے شروع کی، لیکن مکمل نہ ہو سکا۔ اس کے بعد دیوان کشنچند، دیوان پرتاب رائے اور جمعیت رائے کی کوششوں سے 1928ء میں پہلی بار شایع ہوا۔ اس کے بعد 1987ء میں دوسری، 1999ء میں تیسری اور چوتھی اشاعت سندھی ادبی بورڈ جامشورو کے زیر اہتمام 2011ء میں ہوئی۔

2۔ **رسالہ رہنمائی:** اس رسالے میں حضرت منٹھار فقیر نے اپنے مرشدین کے شان میں جو ڈھر (بیت) کہے وہ شامل ہیں۔ رسالہ رہنمائی کی پہلی اشاعت 1928ء میں، دوسری 2007ء میں اور تیسری اشاعت 2014ء میں سندھی ادبی بورڈ جام شورو کے زیر اہتمام ہوئی۔

3۔ **رسالہ مرتضائی:** رسالہ مرتضائی پنجتن پاک اور حضرت امام حسین علیہ السلام کے شان میں لکھی کافیوں پر مشتمل ہے۔ اس کی پہلی اشاعت 1928ء میں، دوسری 2007ء میں اور تیسری اشاعت 2014ء میں سندھی ادبی بورڈ جام شورو کے زیر اہتمام ہوئی۔

4۔ سدائی: یہ رسالہ قلمی صورت میں درگاہ کے سجادہ نشین فقیر محمد بخش ضامن کے پاس موجود ہے۔

ان رسائل میں سے باقی کافیاں تو سندھی میں ہیں، اردو زبان میں 18 کافیاں اور 2 ابیات ملتے ہیں، جب کہ سرائیکی زبان میں 39 کافیاں اور ایک شعر ملتا ہے۔ اس کتاب میں فقیر صاحب کا اردو اور سرائیکی کلام شامل ہے۔

منٹھار فقیر نے اردو شاعری میں جس طرح اپنے مرشد و محبوب کو پیش کیا ہے، وہ انداز بہت دلپذیر ہے۔ انہوں نے جس طرح انا الحق کے منصوری نعرے کو اپنے لفظوں میں پرویا ہے، وہ انداز بھی بڑا لاجواب ہے، کو نیسو راگنی، تار تین تار کی ایک کافی ملاحظہ کیجئے:

کافی

مجھ کو میرے محبوب مرشد، الو الو!

پریم پیالا دیا!

1. ووئی پیالا آب حیات، الو الو! پریں دیا ہم پیا!

2. ووئی پیالا جس نے پیا، الو الو! ووئی جوگی جگ جگ جیا۔

3. غم وہم دل میرے کا، الو الو! 'گرناتھ' نظر سے نیا۔

4. کہے "منٹھار" مرشد میرے، الو الو! یہی کرم قریشی کیا۔

ایک کافی میں وہ انسان کو سکھاتا ہے اے بندے تمہیں کیا کرنا چاہیئے، کونسا کام کر کے تو اپنی اصل منزل کو پہنچ سکتا ہے۔ راگ بھیروی، تار کلواڑو کی ایک کافی ملاحظہ فرمائیں:

کافی

کام وہی کرنا اچھا، 'موتوا قبل' مرنا اچھا۔

1. ہستی تکبر حُسَن کا، تجھ پر بڑا نصاب تھا،
رایا نفس کا چھوڑ دے، خاکی اثر دھرنا اچھا۔

2. طالب الدنیا مخنثؒ، یوں کہا سردار تھا،
یہ نصیحت تم سنو، توبہ لفظ بھرنا اچھا۔

3. دم تیرے ہِردے اندر، ہزاروں چوبیس تھا،
ووئی خدا کے اسم سے، اوچا نیچا پھرنا اچھا۔

4. "منٹھار" جس پیرِ مغاں، تجھ کون بتایا راہ تھا،
اس کا بڑا احسان یہ، ووئی گرُ کا چُمن چرنا اچھا۔

منٹھار فقیر راجڑ کی سرائیکی شاعری

سندھ میں سرائیکی شاعری کا سلسلہ بھی بہت پرانا ہے۔ سندھ کے شعراء نے اردو سے بھی زیادہ فوقیت سرائیکی زبان کو دی ہے، اور سرائیکی کو ایک میٹھی زبان کے طور پر مانا گیا ہے۔ سندھ کے شعراء میں سچل سرمست، خلیفہ نبی بخش قاسم اور حمل فقیر لغاری نے سرائیکی زبان میں کمال کی شاعری کی ہے، اور اپنے اشعار میں نرالا انداز اختیار کیا ہے۔

منٹھار فقیر راجڑ کی سرائیکی شاعری بھی صوفی رنگ میں بہت معنیٰ خیز ہے۔ آپ کی سرائیکی شاعری میں بھی سندھی شاعری کی طرح ایک ایسا ردھم ہے کہ سُننے والے پر ایک سحر طاری ہو جاتا ہے۔ اس کی کئی مثالیں پیش کی جا سکتی ہیں، لیکن یہاں پر ایک کافی بھیروی راگنی، اور اولنگھ تار میں سے نمونے کے طور پر پیش ہے:

کافی

میں رانجھو رانجھو کردی وے،
میکوں ماھی باجُھو نا سَردی وے۔

1. میں سر آیا عشق اکیلا،
میکوں پَچھنا وقت نہ ویلا،
میں چل اوئی ڈھونڈاں بیلا،
جتے چھانگ ماھی دی چردی وے۔

2. چھوڑیساں آستاں اتھاھوں،
نہ پاواں پیر پچھے ول پاھوں،
جھوک رانجھن دے پار دریاھوں،
میں ھِیر نَدیاں وچ تردی وے۔

3. میں سر آیا ورہ وچھوڑا،
ڈکھاں َوالا ڈینھہ اُجوڑا،
گھڑیاں دکھہ دیاں گھوڑا گھوڑا،
رو رو رات گذر دی وے۔

4. آکھے "منٹھار" ماھی سلطان ماھی،
اعلیٰ تخت ہزارا مکان ماھی،
ہُن ویکھاں سر سبحان ماھی،
چل کول اُنھیندے میں مردی وے۔

منٹھار فقیر راجڑ نے اپنی سرائیکی شاعری کو اتنا بلند مقام عطا کیا ہے کہ سرائیکی کے بڑے بڑے شعراء کرام ہیں، اُن کے فکر کا عکس ملتا ہے۔ آپ کی ایک اور دلپذیر کافی جو تلنگ راگنی اور تار کلواڑو میں ہے، کیالاجواب کافی ہے، ملاحظہ فرمائیں:

کافی

گھٹیاں گھٹیاں وجائیندا ہے بین، ویکھو سئیاں گھٹیاں گھٹیاں وجائیندا ہے بین،
اُنھیں جوگی جادوگر کوں مئیں سمجھ سُنجاتا.

1. بین برہ دی سُن کے توتاری، موہ گئی میڈی دل ساری،
میکون لگڑی کیف کٹاری، سینی دے وچ سنگین، ویکھو سئیاں!
سینے دے وچ سنگین، میکون پیچ پرت والا پرمل پاتا.

2. میکون لگڑا عشق اڑانگا، وسر گیا سنسار دا سانگا،
لنگھ پیا لج لوک دا لانگھا، چھوڑ دُوئی والا دین، ویکھو سئیاں!
چھوڑ دُوئی والا دین، عشق والا اسلام مئین چاتا.

3. رنگپور دے وچ رانجھن آیا، فقیران دا بیکھڑا بنایا،
کھتھیاں کفنیاں گودڑ پایا، ہُن اعلیٰ تخت نشین، ویکھو سئیاں!
ہُن اعلیٰ تخت نشین، تسان صاحبزادے کون سمجھ نہ جاتا.

4. صحبت چھوڑ کھیڑے والی ننگ دی، سنساں مئیں بین ببھوت بے رنگ دی،
آکھے "منٹھار" مئین اِھیں ملنگ دی، تھیساں طالب گھنساں تلقین ویکھو سئیاں!
تھیساں طالب، گھنساں تلقین، میڈا لگا ھی ناتھ جوگی دے نال ناتا.

منٹھار فقیر راجڑؒ کی اردو اور سرائیکی کا بغور مطالعہ کریں گے تو ہمیں اُن کے فکر میں بہت سارے پیغامات ملیں گے۔ اُن کی کافیوں میں جو موسیقیت ہے وہ اُن کی ایک نرالی خوبی ہے۔ اُمید ہے کہ اُن کے کلام و پیغام کو قدر دانی کی نظر سے پڑھا اور سمجھا جائیگا۔

احسان علی لغاری

اردو کلام

ابیات

جیسی پیاس پہاڑی راگنی، تیسی پیاس میرے من کی،
لنوں صنم سوں لگ رہی، تار میرے تن کی،
صورت سجن کی، موہ گئی "منٹھار" نوں۔



جیسی پیاس پہاڑی راگنی، تیسی پیاس میرے من پاس،
لنوں صنم سون لگ رہی، تار طلب کی تاس،
اک وار ملن کی آس، مجھ کو "منٹھار" کہے۔

کافی

کیسی پیاس تیرے روپ میں رہی ذرا،
مجھ کو وہ ہی معلوم، تم ہی کہو رے کانڑا!

1. آتش تیری آواز سون، میری جان نون لگے،
جیسا سحر سامری، بے مثل سامرا۔

2. تان تیری ہے کیا، مجروح من میرا،
تان میرا مرنا نہیں، جینے کا آسرا۔

3. انحد ناد بجے گا، میرے تن کی تار میں،
کیسا خمار اس سرود میں، سبحان را۔

4. کہے "منٹھار" دل میری، تجھ موھ لیا رے،
جائیگا درد دوسرا، میری جسم جان را!

راگنی: کانڑو

تار: دادرو

کافی

ہم برہ تیری میں سجن بیمار ہو رہا،
یہ فراق یہ فریاد، انتظار ہو رہا۔

1. ایک دن تمہیں مجھ کو دیا، پیالا پریم کا،
اُس کیسا قدہ کیف میں، خمار ہو رہا۔

2. ہم صورت تیری میں سجن، یوں غرق گم ہویا،
اس عشق کے اوڑاھ میں، نگھوسار ہو رہا۔

3. قسمت کرم نصیب کے، دُکھاں کا دن پڑا،
عیب عاشقاں عدول، ہم ہموار ہو رہا۔

4. نہیں مرنا، نہیں جینا، ایسا حال ہمارا،
مجروح کی مثل دیکھو، "منٹھار" ہو رہا۔

راگنی: کانڑو

تار: دادھرو

کافی

خدا کے نور کا جلوہ گر سجن میں دیکھا تھا،
حق مولیٰ میرے مرشد کے، ہم درشن میں دیکھا تھا۔

1. جس نور کی خلقت ساری بنیاد ہوتی ہے،
وہ ہی نور میرے محبوب کے، نینن میں دیکھا تھا۔

2. کہا تھا قرآن سا، ہو چکی یہ گواہی،
وہی اشارا عاشقاں، 'ونحن' میں دیکھا تھا۔

3. ارض السمٰوات، زمینوں اور آسماں،
میرا روح سیلانی ہوا، سپنن میں دیکھا تھا۔

4. "منٹھار" نوں پیرِ مغان، یہ ذکر بتایا،
سارا سیر میرے اللہ کے، 'اسمن' میں دیکھا تھا۔

راگنی: پیلو تار: تین تار

کافی

من میرا مجذوب ہو، ہم دلبرا دیوان ہوں۔

1. مجھ کو نہیں معلوم، اپنا حال کیسا ہو رہا،
ہوش میرا گم ہوگیا، ہم اس قدر عریان ہوں۔

2. اپنے نفعے نقصان کی، ہم نوں خبر تِل نا رہی،
ننگ شرم سے ہم گیا، اسی لوک سے بیگان ہوں۔

3. جیویں شمع اوپر عاشق پتنگ، پیچھے نہیں ہٹائیگا قدم،
اس مثل صورت تیری اوپر، پتنگ پروان ہوں۔

4. اپنے خون کی رخصت، تجھ کو محبوب "منٹھار" ہے دی،
ہتھیار اپنے ہاتھ سے، تم چلاؤ، ہم نیشان ہوں۔

راگنی: پیلو تار: تین تار

کافی

اس حال اپنے کی خبر، تجھ کو سناؤں رے پیا!

ا۔ جیویں بلبلی حیران ہوئی، گلزار دیکھن کے لئے،
ایوین تیری صورت اوپر، مجنون، ہم مقرر تھیا!

2. جیوین سپ سمونڈر کے تلے، نیچے رہے اُبھ کے ابر،
ووئی نکل اوپر نیر کے، برسات قطرا اُس لیا۔

3. جیوین پانی بنا پل ایک میں، مچھیاں کا مرنا ہو رہا،
اُس مثل تیرا ہجر، مشکل ہمارا یہ جیا۔

4. جیوین خواب سپنے میں دیکھی، صورت زلیخا یوسفی،
ہم اُس مثل بیمار ہوں، میرا رنگ زردا ہوگیا۔

5. یہ بات میری سن رے صنم، ہم نوں عشق ایسا لگا،
مجروح "منٹھار" ہویا، تیرے برھے کام کیسا کیا۔

تار: تین تار

راگنی: پیلو

کافی

ہم نوں دیکھو دکھ درد یہ، پیارے کا ملن مشکل ہوا۔

ا۔ سُکھ، حرص ہم سے گیا، روتا رہوں دن رین میں،
ساجن صنم ملتا نہیں، نینھ کا درد نازل ہوا۔

2. حرفت ہنر لقمان کا، طاقت طبیباں کی نہیں،
یہ مرض میرے پر لوکو، افلاطون لاعقل ہوا۔

3. تقدیر پر تدبیر نہیں، عاقل عقل عاجز ہوا،
ساجن صحیح میری صحت، نہیں دوسرا درمل ہوا۔

4. عقبیٰ کی رکھوں نہیں آرزو، دنیا میں دعویٰ نا دھروں،
درکار دلبر کی ہے، یوں پکارتا پلپل ہوا۔

5- "منٹھار" کے من یہ ہے، درکار دلبر کی ہوتی،
محبوب کے ملنے سے وو ہے مقصد میرا حاصل ہوا۔

راگنی: پیلو
تار: تین تار

کافی

اس خواب کے خطرے زلیخا، رین دن روتی ہوئی۔

ا۔ سپنا صغیری کی عمر، اس نے عشق دکھ لائیا،
دکھ پڑا اس کے گلے، یہ تو پلنگیں اوپر سوتی ہوئی۔

2. چالیس برسوں کی مدت، اُس نوں مقصد نا ملا،
رو رو اُمی نابین ہوئی، اس ہجر میں ہوتی ہوئی۔

3. باطون دل کی دید سوں، یوسف پہچانتی ہوئی،
پر اُن ِسیں اپنا پیا، محبوب نوں جوتی ہوئی۔

4. جوئی "منٹھار" مرنے ِسیں جیا، اس پر مرن پھر نا ہویا،
اس کا حوس زندہ نہیں، یہ تو 'موتوا' مثل فوتی ہوئی۔

تار: اونگھ

راگنی: بھیروی

کافی

دیکھا ہم تجلا نور کا، 'محمد امین'* مشہور کا۔

1۔ ووئی مجھ کو پِرم پلا گیا، دلاسا دے کے بِلہا• گیا،
وہ ہی تنہا آپ چلا گیا، پڑگیا وچھوڑا وھلور کا۔

2. 'الانسان سری سر' سارا تھا، اس آیت کا اشارا تھا،
ہم دیکھا نور کا نظارا تھا، جس جبل جلایا طُور کا۔

3. طالب دنیا مخنث و طالبِ عقبیٰ مونث،
وہ طالب مولیٰ مذکرؒ، ہم نہیں طالب حور قصور کا۔

4- وہ ہی مرشد "منٹھار" کا، ہم طالب سکدار کا،
ہے عقیدا اعتبار کا، ووئی جلوہ حق حضور کا۔

*امین محمد: منٹھار فقیر رحہ کے مرشد امین محمد پکھن دھنی۔

•بلہا= ہلما (سرائیکی- ہلماوڻ: بٹھانا) ہلما گیا: بٹھا گیا.

راگنی: بھیروی

تار: کلواڑہ

کافی

اب تو سجن دیکھو تم ہی ایسا حال ہمارا،
یہ مرض میرے کا علاج، دیکھن جمال تمہارا۔

ا۔ ہم عاشق تیرے مکھ پر ہوتا روتا روتا رہا،
ہم پھر دیدار دیکھا نہیں وہی سرخ لال تمہارا۔

2. تجھ بن طبیب دوسرے کی لگتی دوا نہیں،
مجھ پر مجرب یہ ہے دوا، وہ ہی حسن کمال تمہارا۔

3. ہم یتیم مسکین پر تم ہی کرم کرو،
مقصد میرا ظاہر باطن جانی! خیال تمہارا۔

4. کہے "منٹھار" حق تیرے میں، دعا دن رین کرتا ہوں،
شل خدا بخشے دائم قائم اعلیٰ اقبال تمہارا۔

تار: کلواڑہ

راگنی: بھیروی

کافی

اب تو اکیلے ہم رہے، میرا یار گیا کہاں،
دن رین ہم روتے رہے دلدار گیا کہاں!

ا۔ جس دن جدائی ہم نوں پڑی، اس دن کیا زلزلہ،
جس نے دیکھی چھاتی ٹھَری، وہ ہی ٹھار گیا کہاں!

2. اس ہجر میں ہم دیکھا، قیامت کا ذائقہ،
نیند میرے نینا کی، وہ ہی قرار گیا کہاں!

3. جس کے سہاگ میں سر اوپر تھا سینگار ہم کیا،
وہی سہاگن کا سینگار، جنسار گیا کہاں!

4. "منٹھار" کا مرنا نہیں، جینا جنجال یہ،
غمن سیتے گذر میرا، غمخوار گیا کہاں!

راگنی: بھیروی

تار: کلواڑہ

کافی

تم ہو کس کا شاگرد اناڑی، مینوں کہہ میاں عشق دیوانا رے!

1. کیسا مادر باپ تیرا، کیسا پیر جناب تیرا،
کہو سوال کا جواب تیرا، پیچھے تجھ کو ہم پچھانا رے!

2. کہاں سرج تم جایوئی، کیسے باپ نپایوئی،
تم کہاں ہنر سکھ آیوئی، کب جودھ جوان جلانا رے!

3. یوسف مصر وکایوئی، زکریا نوں چیرایوئی،
حسن زہر سیں مرایوئی، حسین شہید کرانا رے!

4. ووئی عاشق شاہ شبیر ہویا، کب شمسی پر تعذیر ہویا،
کب سولی حلاج فقیر ہویا، اُس نوں انالحق بولانا رے!

5. تم جس نوں پرِم پلایا تھا، پھر اُس کا جگر جلایا تھا،
ووئی قید کمند میں بلایا تھا، زندان سویں سلطان رے!

6. مجروح پھٹیل* "منٹھار" ہویا، جس نوں نہ ویچار ہویا،
تم قادر تکرار ہویا، پھر اپنا حکم چلانا رے!

* پھٹیل: زخمی۔

راگنی: بھیروی

تار: کلواڑہ

کافی

عشق کرنا کام تھا، اپنے خود خیال کا۔

ا۔ جس دیکھا دل کے نین سیں، حسن جوت جمال کا،
اُس کے اوپر آئے گا، جذب جوش جلال کا۔

2. جس سنیا نوبت نغارا، ڈھو ڈھو عشق دھمال کا،
اُس کی زبان سے نکل گیا، ہوکا* حلاجی حال کا!

3. ترک کرنا ہر طریقا، ترک حرام حلال کا،
عشق کا مذہب ہویا، بے رنگی بے مثال کا!

4. نہیں مطلب عشق دھریگا، دنیا عقبیٰ مال کا،
عشق اک مطلب دھریگا، واصل ہونا وصال کا!

5. جس کے اوپر پڑ گیا، نظر نینھ نہال کا،
ووئی مرد "منٹھار" تھا، کیانگر کمال کا!

*ہوکا: آواز۔

کافی

کھولے نور نقاب کا، دیا دلبر ڈنگ شراب کا!

ا۔ ووئی پیالا پینے سے، ہم ہو مثل کباب کا،
مجھ کو نہیں معلوم تھا، ذائقہ ذرا عذاب کا۔
2. ووئی پیالا آب حیاتی، آب حیات کے آب کا،
جس نے پینا، دو جگ جینا، ہونا گل گلاب کا۔
3. دل کے نینا سے ہم دیکھا، تجلا حسن کے تاب کا،
مکھ منور ماھتابی، اُس میں اثر آفتاب کا۔
4. ٹوٹے دئے جب دم دیکھا، جلوہ صنم جناب کا،
دل میرے سے اُتر گیا، وہم ڈوھ* ثواب کا۔
5. ہم سنا جنگی بغل، نغارا نینھ نواب کا،
سر میرے اوپر آویگا، حملا عشق عقاب کا۔
6. ورد وظیفا وسرہ گیا، لیکھا جوڑ حساب کا،
گیان عقلی گم رہا، سلوک سوال جواب کا۔
7. "منٹھار" نوں پیرِ مغاں، بتایا باب عجائب کا،
اس گت میرا دیدار تھا، وہی خوب رستا خواب کا۔

*ڈوہ (سندھی): قصور، دوش۔ • وسر (سندھی): بھول۔

کافی

کام وہی کرنا اچھا، 'موتوا قبل' مرنا اچھا۔

1. ھستی تکبر ھُئَن• کا، تجھ پر بڑا نصاب تھا،
رایا نفس کا چھوڑ دے، خاکی اثر دھرنا اچھا۔

2. طالب الدنیا مخنثؒ، یوں کہا سردار تھا،
یہ نصیحت تم سنو، توبہ لفظ بھرنا اچھا۔

3. دم تیرے ہِردے اندر، ہزاروں چوبیس تھا،
ووئی خدا کے اسم سے، اوچا نیچا پھرنا اچھا۔

4. "منٹھار" جس پیرِ مغاں، تجھ کون بتایا راہ تھا،
اس کا بڑا احسان یہ، ووئی گرُ کا چُمن چرنا اچھا۔

•ھُئَن (سندھی): ہونا، وجود۔

راگنی: کونسیو

تار: تین تار

کافی

مجھ کو میرے محبوب مرشد، الو الو!
پریم پیالا دیا!

1. ووئی پیالا آب حیات، الو الو! پریں دیا ہم پیا!

2. ووئی پیالا جس نے پیا، الو الو! ووئی جوگی جگ جگ جیا۔

3. غم وہم دل میرے کا، الو الو! 'گرناتھ' نظر سے نیا۔

4. کہے "منٹھار" مرشد میرے، الو الو! یہی کرم قریشی کیا۔

راگنی: پہاڑی

تار: دادھرو

کافی

تجھ بن دیدار دلبرا، مجھ پر دوا نہیں۔

ا۔ میرے درد کی فریاد، کس سے کہوں پیا!
تجھ بن دوسرا طبیب، یہ مجھ کو روا نہیں۔

2. تیرے دروازے اوپر دلبرا پکار ہماری،
دیگر نہ جاؤں، دوسری مجھ کو بھوا* نہیں۔

3. تیرے درد میں مجھ کو پیا، یہ خوف مرن کا،
مینوں جینے کا آسرا، تیرے ملنے سوا نہیں۔

4. کہے "منٹھار" یہ دن و رین°، ایسا حال ہمارا،
تیرے وصال کی مجھ کو، کبھی لگدی ہوا نہیں۔

*بھوا: راستہ۔

°دن ورین: دن رات۔

راگنی: پہاڑی　　　　　　　　　　　　　　　　تار: دادھرو

کافی

مجھ کو فراق ہے صنم تیرے دیدار کا،
تیرے دیدار کا پیا، تیرے دیدار کا!

1. تیری تاس کی پیاس ہے مجھ کو میرا پیا،
کہتا ہوں قسم یاخدا، پروردگار کا!

2. تیرا ہجر، جدائی میری، مرنے کی نشانی،
ایسا حال ہم سے ہویا، جب عشقی آزار کا۔

3. میرے درد کی دوا ہے، ملن یار تمہارا،
نہیں کوئی دوسرا علاج بِرہ کے بیمار کا۔

4. کہے منٹھار! سُن پیا، یہ عرض ہمارا،
تجلا تم ہی دکھاؤ، اپنے رُخسار کا۔

راگنی: پہاڑی

تال: دادرا

کافی

مسلام• ووئی سلام پڑھے گا، ہندو اُن میں رام رام!

1. حضرت محمد مصطفیٰ، اوپر میرا سلام،
ہم اُمتی رسول اللہ کا، ہوتا غلام غلام۔

2. ہم پڑھے گا پیغمبر شاہ پر، کلمے کا کلام کلام،
ہم پڑھے گا ہندواسوں بانبھنا*، ہرنام ہرنام ہرنام۔

3. عشقا میرے پر آ گیا، چل گیا آرام آرام،
برہے کے کمند میرے بدن کوں، پڑ گئی بے دام دام۔

4. محرم میرا ووئی ہوتا، عشقا امام امام،
ووئی جیویں کہے گا 'منٹھار' نوں، کرے گا کام کام۔

•مسلام: مسلم، مسلمان۔
*بانبھنا: بانبھن۔

سرائیکی کلام

بیت

سکدے سکدے سڑ رہیا، میکوں سکدے تھی گیا سال،
سُن عرضم میڈیاں آزیاں کر وے بھلائی بھال،
سُن اساں ڈا سوال، منج عرض "منٹھار" دا۔

راگنی: کلیان تار: کلواڑو

کافی

خدا دی ہے تجلی، نبی دا ہے نور، میں ویکھاں اثبات میں واریاں!
میں ویکھاں اثبات ظھور۔

1. شمس قمر نہ شامل ہُووَن، دو نیناں دی میں واریاں،
دو نیناں دے دستور۔

2. آدم والا پاتس چولا، ویکھو پیا پرین کون میں واریاں،
ویکھو پیا پرین کوں ھی پور۔

3. ویکھن سے تہ سُھنی صورت، چِتڑا تھیا ہے میں واریاں،
چتڑا تھیا ھی چکچور۔

4. نھیں "منٹھار" کوں طاقت تل دی، کیویں سارا سناوے وو میں واریاں،
کیویں سارا سناوے مذکور۔

راگنی: تلنگ

تار: کلواڑو

کافی

گھٹیاں گھٹیاں وجائیندا ہے بین ویکھو سئیاں گھٹیاں گھٹیاں وجائیندا ہے بین
اُنھیں جوگی جادوگر کوں مئیں سمجھ سُنجاتا*.

1. بین برہ دی سُن کے توتاری، موہ گئی میڈی دل ساری،
میکون لگڑی کیف کٹاری، سینی دے وچ سنگین، ویکھو سئیاں!
سینے دے وچ سنگین، میکون پیچ پرت والا پرمل پاتا.

2. میکون لگڑا عشق اڑانگا، وسر گیا سنسار دا سانگا،
لنگھ پیا لج لوک دا لانگھا، چھوڑ دُوئی والا دین، ویکھو سئیاں!
چھوڑ دُوئی والا دین، عشق والا اسلام مئین چاتا.

3. رنگپور دے وچ رانجھن آیا، فقیران دا بیکھڑا بنایا،
کھتھیاں کفنیاں گودڑ پایا، ہُن اعلیٰ تخت نشین، ویکھو سئیاں!
ہُن اعلیٰ تخت نشین، تسان صاحبزادے کون سمجھ نہ جاتا°.

4 صحبت چھوڑ کھیڑے والی تنگ دی، سنساں مئیں بین ببھوت ہے رنگ دی،
آکھے "منٹھار" مئین اِھیں ملنگ دی، تھیساں طالب گھنساں تلقین ویکھو سئیاں!
تھیساں طالب، گھنساں تلقین، میڈا لگا ھی ناتھ جوگی دے نال ناتا.

* سنجاتا = پہچانا ° جاتا = جانا، سمجھنا

تار: کلواڑو

راگنی: تلنگ

کافی

آیا رنگپور رانجھن یار ویکھو سئیاں! آیا رنگپور رانجھن یار
انحد مُرلی دا ناد وجایس*!

1. بادشاھی دا چھوڑ پسارا، بن آیا مسکین ویچارا،
آسن جنھ دا تخت ہزارا، اوئے آپ ہویا سردارَ ویکھو سئیاں!
اوئی آپ ہویا سردار، ہُن پوش فقیری والا پرتئون پایس۔

2. مَکھ وچ مرلی، گل وچ مالھا، دستاں کولاباں، کناں وچ والا،
سر اُتون بدھندا بھگوا دُشالا، ہویا تُنبیاں نال تیار ویکھو سئیاں!
ہویا تنبیاں نال تیار، بن آیا بت ببھوت لگایس۔

3. تساں ھُن کھیڑیاں اھندے خیال دی، مام پروجھو مخفی مقال دی،
گولو گجھارت گجھڑی گالھ دی، اپنا ھوش کرو ھوشیار ویکھو سئیاں!
اَپنا ھوش کرو ھوشیار، اِھین رمز وچ آپ ریجھایس۔

4. تخت شاھی کون ترک ڈوایس، بن چاکر ماھی منجھیاں چرایس،
ہن پوش فقیراں والا پرتئوں پایس، تساں کوں آکھ سناوی منٹھار ویکھو سئیاں!
تساں کوں آکھ سناوی "منٹھار" اھیں لباس وچ آپ لکایس۔

* وجایس: بجایا (= بجانا)۔

کافی

دیکھو بنیا میگھ ملاری وے، موسم مینھ وسن دی آئی۔

1. آیاں اُتر دیاں ککریاں کالیاں، بجلیں دی چمکاری وے،
سارے ملک وچ تھی ہے سُہائی۔

2. عالم دیاں امیداں پنیاں، سانوں ڈتی سدھاری وے،
دھن• پوکھن* وچ تھی ہے سرہائی۔

3. ہر کھیں دے گھر ہن تھیاں عیداں، میکوں قیامت کاری وے،
جیتر نہ لھندی یار دی جدائی۔

4. آکھے "منٹھار" ہن معلوم میڈے، اُھیں صاحب کوں سبھ ساری وے،
مئیں نال کریندا شال کرم بھلائی۔

• دھن: مویشیوں کا مجمع۔
* پوکھن: کھیت، فصل۔

راگنی: ملاری

تار: دادھرو

کافی

رت سانون دی آئی، موسم مینھ وسدا۔

1. گاھن دیاں گلزاریاں کھِلیاں، تھی ہے زمین ہُن سائی،
لگا ہے رنگ رس دا۔

2. تھیاں ہُن خوشیاں وچ خلق دے، غم گیا گمراھی،
ہر کوئی پیا ھسدا۔

3. ھک میڈا محبوب دے باجھوں، کوئی نہ سوراں وچ بھائی،
جنھ کوں مئیں حال ڈسدا۔

4. آکھے "منٹھار" ھک مئیں ہاں اُداسی، جنھ کوں پیم جدائی،
آہ ول مئیں کتھے پسدا۔

کافی

ویکھو رمزاں رانجھن والیاں، سمجھو تساں ڑی سیالیاں!

1. رانجھن ملک سارے دا مالک،
تخت ہزار جنھیں دا تالق،
شاہ ھوسی خاوند خالق،
ڈوایس نینھ نیکالیاں.

2. عشق کیتے چا آپ لُکایس،
چھوڑ ہزارا چناہ• پچھایس،
چوچک دیاں منجھیاں چرایس،
چاکاں والیاں کر چالیاں.

3. رانجھن سِر سبحان الاھی،
بالا بلند جَنھ دی بادشاھی،
محبت دے وچ ھوسی ماھی،
ڈیوے قید! میھنا گالیاں.

•چناہ:......... میھنا: طعنا دینا۔

4. جھوک رانجھن دے جتھوں ھوسی،
میں ترندیاں اُتھاں ویسی،
بھان[1] ماھی دا جل[2] ویکھے سی،
جتھوں منجھاں کنڈھیاں کالیاں.

5. من موھیا ہُن "منٹھار" دا،
طالب تھیا ماھی یار دا،
ہے عقیدا اعتبار دا،
میکوں گجھیاں[3] آکھیس گالھیاں[4].

(1) بھان: آنگن۔ (2) جل: چل۔ (3) گجھیاں: پوشیدہ، راز والی باتیں۔ (4) گالھیاں: باتیں۔

کافی

میں سنجاتا رانجھن رهبر کوں،
هوسی خبر نہ قیدی کافر کوں۔

1. رانجھن سر سبحان هوسی،
سُلطان سلَیمان شان هوسی،
اِهندا ساگیا نور نشان هوسی،
ڈوجھی پُرجھ خداوند پرور کوں۔

2. ہن قیداں وچ کفراں هوسی،
جُوٹھا وچ جھاں هوسی،
اُنھ دشمن دوزخ مکاں هوسی،
ویکھو دُکھ رسائیس دلبر کوں۔

3. جیھا رانجھن دا گلا خور هوسی،
او هیل حرامی اٹھور هوسی،
او وچ سوئراں دے سور هوسی،
رب مار گھتے ایجھے منکر کوں۔

4. رانجھن مالک هزارے دا،
ہے والی عالم سارے دا،
او مرشد هی "منٹھارے" دا،
ویکھاں سنجھ صبح شل سرور کوں۔

کافی

رنگپور شهر بازار وچ، ونجھلی کوں وجاوندا۔

1. چل ویکھو تساں کھیڑیاں، جوگی کیجھے دیسوں آوندا،
کیجھا نانءٔ نسب اُنھیں دا، کیجھا پنتھ سڈاوندا۔

2. اُنھ جوگی دا سازڑا، میں گھایل کوں گھاوندا،
ہے عشق والا آوازڑا، میکوں جھٹ جھٹ جادو لاوندا۔

3. میکوں نانگ عشق دا کھا گیا، میڈا زهر جسم جلاوندا،
کول میڈے جوگی گِھن آئو میکوں اُنھ دا منڈڑا• بچاوندا۔

4. مرشد ماھی "منٹھار" دا، پوش فقیری پاوندا،
چھوڑ ہزارا جوگی ہویا، ہُن ایویں پیا عشق کماوندا۔

• منڈڑا: منتر، جادو۔

کافی

رنگپور والیاں کھیڑیاں ویکھو مرلیاں وجدیاں کہڑیاں

1. رانجھا جوگی بن آیا ہے، جنہ دی مرلی جوش جگایا ہے،
اُنہندے برھے مچڑا مچایا ہے، ڈیوے عشق اعراباں اویڑیاں

2. رانجھا سِر سبحان ہوسی، وچ ظاہر دے انسان ہوسی،
اُنہندا جلوا نور نیشان ہوسی، ہن چل ویکھو تساں نیڑیاں

3. رانجھے ہوش جوگی دا پاتا ہے، میں ساز اُنہیں دا سنجاتا ہے،
میڈا ناتھ اھیں نال ناتا ہے، تساں کوں آکھاں سچ سویڑیاں

4. تسان اپنا ہنر ھلائو ڑی! میڈے رانجھن کوں گِھن آئو ڑی!
"منٹھار" کوں ماھی ملائو ڑی! میڈیاں منو* منتھاں میڑیاں

* منو: مالو

راگنی: بھیروی

کافی

تار: اولنگھ

میں رانجھو رانجھو کردی وے،
میکوں ماھی باجھو نا سردی وے۔

1. میں سر آیا عشق اکیلا،
میکوں پچھنا وقت نہ ویلا،
میں چل اوئی ڈھونڈاں بیلا،
جتھے چھانگ ماھی دی چردی وے۔

2. چھوڑیساں آستاں اتھاھوں،
نہ پاواں پیر پچھے ول پاھوں،
جھوک رانجھن دے پار دریاھوں،
میں ھیر ندیاں وچ تردی وے۔

3. میں سر آیا ورہ وچھوڑا،
ڈکھاں والا ڈینھ اجوڑا،
گھڑیاں دکھ دیاں گھوڑا گھوڑا،
رو رو رات گذر دی وے۔

4. آکھے "منٹھار" ماھی سلطان ماھی،
اعلیٰ تخت ہزارا مکان ماھی،
ہُن ویکھاں سر سبحان ماھی،
چل کول انھیندے میں مردی وے۔

کافی

تیکوں ملیا حسن کنعانی دا، نبی یوسف یعقوبانی دا۔

1. زلف تیڈا واسینگ وسیھر، کالا کِیس تمام تَلیھر،
بَدن تیڈا ہے لال سراسر، واہ رنگ بنیا انسانی دا۔

2. کجلیاں تیڈیاں ڈونھیں کٹاریاں، ابرو تیڈیاں تیغاں تراریاں،
لال لباں وچ موتی سینگاریاں، من موہ گدھوئی میں بانھی* دا۔

3. جن، ملائک، حوراں پریاں، تیڈے درشن کیتے چریاں،
جملی عالم آزیاں کُریاں، تیڈے سائل ھن پیشانی دا۔

4. آکھے "منٹھار" میں تھئی مستانی، وانگی زلیخا دل دیوانی،
میکوں پسائے اپنی پیشانی، ویکھاں نور جھلک سبحانی دا۔

* بانھی: خادم۔

کافی

شاہ رانجھن تخت ہزاری دا، تساں سمجھو سِر سرداری دا۔

1. ناھی مزور محبوب میڈا، خاوند مالک خوب میڈا،
آیا ویس مٹا مطلوب میڈا، اتھوں والی ہے عالم ساری دا۔

2. نھیں چاک چوچک دا چاکر، ڈیوے امداد عالم کوں آدھر،
آیا وڈائی دا نانءُ مٹا کر، اتھوں لاتس نینھڑا نظاری دا۔

3. تساں سمجھو سیاں سالیاں!، رمزاں نا رانجھن والیاں،
اُلٹ اِھیندیاں چالیاں، ایجھا پوش دلق دلداری دا۔

4. "منٹھار" دا مرشد ماھی، اعلیٰ افضل نور الاھی،
شان اِھیندا شھنشاھی، قسم پروردگاری دا۔

کافی

میڈا رانجھن جوگی بن آیا، میں بھی ویساں دلڑی دلق پایا.

1. روز الستئوں رَمز رَلائی، دل میڈی کوں مرشد ماھی،
کھیڑے دی میں اصل نہ ناھی، کیوین روکیندا حقڑا ہے پرایا.

2. چوچک دا میں مال نہ چایا، کھیڑے دا میں کیا وچایا،
حق رانجھن دا میں سر ہویا، جنھ روز الستئوں نینھ لایا.

3. مور نہ جانن* ملا قاضی، عشق نکاح پڑھن دی ایرازی،
ناحق کریندا زور درازی، میڈا ماھی نکاح اگے پڑھایا.

4. آکھے "منٹھار" میڈے من جاتا*، رانجھن کوں میں سمجھ سنجاتا،
پیچ ماھی نال میں تڈنھ کر پاتا، جڈنھ "قالو بلیٰ" روح فرمایا.

---

* جانن: پہچانیں۔
* جاتا: پہچانا۔

کافی

تساں چھوڑیا تخت ہزارا، اتھاں بنیا مزور ویچارا۔

1. تیڈی بلند ہوئی بادشاھی، تیکوں کنھ دی نا پرواھی،
ڈوجھا سئو لکھ ہووَن سپاھی، تیڈا نو لکھ وجدا نغارا۔

2. تیڈا ہووَن ھزارین بانھا، اوئے تھیوَن صدق قُربانا،
تیڈا لکھیں بھریا گنج خانا، جِتھاں عالم نیوں ادھارا۔

3. تساں کوں کیھا غرض غریبی دلق دا، توساں چاتا بُھتانا خلق دا،
تساں مالک سارے ملک دا، تیڈا ہے جگ سلامی سارا۔

4. آکھے "منٹھار" نمانا•، میں ہوں تیڈی قول وکانا،
تیکوں ثابت سمجھ سنجانا، ڈوجھا شاھد رب موچارا۔

• نمانا: عاجز، لاچار۔

راگنی: کسوری

تار: تین تار

کافی

کیویں چھوڑیا شان امیری دا، تساں کیتا حال فقیری دا۔

1. کیویں چھوڑ آیا سلطانی، تیڈا تخت سکندر ثانی،
ہن پھردا ہو سیلانی، سُن لذت شاھی دی شیری دا۔

2. کیویں من وچ مرضی آئی، تساں گل° وچ کفنی پائی،
ول کردا ہو گدائی، کیھا غرض پیا دلگیری دا۔

3. تیڈی صورت سر سبحانا، اوئے لکھیا قول قرآنا،
ہے الانسان دی معنیٰ، اوئے آکر ویکھو اظھیری دا۔

4. آکھے "منٹھار" سوالی، تیڈی عزت اصل کنوں عالی،
تساں ملک سارے دا والی، میکوں قسم خدا دی قدیری دا۔

° گل: گردن۔

کافی

جڈنہ عشق آیا بار باری دا، تڈنہ شوق گیا شاهی ساری دا۔

1. تڈنہ چھوڑیم تخت ہزارا، ڈوجھا کیتم حال ویچارا،
میں ڈھونڈھیا عالم سارا، میں ویکھیا جلوا هیر پیاری دا۔

2. میڈا رہ گیا ملک پراهاں، میکوں سٹیا عشق اتھاهاں،
ہن پاتیاں جھاتیاں، جتھاهاں، تھیا هی عقیدا اعتباری دا۔

3. ہن تھیواں مزور کماواں، ڈوجھا پاند گچی گل پاواں*،
لکھ آزیاں عرض آلاواں، شل ڈیوے دلاسا دلداری دا۔

4. ہن آکھے "منٹھار" اُداسی، مئکوں کیتا پریت پیاسی،
ہن سامیں تھیواں سناسی، مناں لھسیں فراق جماری* دا۔

---

* گچی گل پاواں: گلے لگاؤں۔
* جماری دا: (ساری) عمر کا۔

کافی

میڈا رانجھو تھیا پردیسی، میں بھی نال جوگی دی ویسی.

1. کیتی میڈی یار فقیری، ول ور اپنی چھوڑ امیری،
میں کیویں قبولاں میری، ہُن انگ بھبھوت ملی سی.

2. تُسان سُنو سیالیاں مائیاں! مئکوں متیاں ڈیو نہ آجایاں،
تُساں کوں سچ دی بات سُنایاں، میں کفنی آپ ڈھکیسی.

3. جڈان تھیا الست روز سبحانی، تڈان ماھی میڈا مرد حقانی،
جوئی لکھیا ہے قلم ربانی، اوئی آگے پیچھے نا تھیسی.

4. ہُن آکھے "منٹھار" سدائیں، میکوں ماءٔ پیءٔ یاد نہ بھائی،
گھتاں کھیڑی دے مُنھ چھائی، من ماھی میکوں یار ملیسی.

کافی

ناھی خیال کھیڑی نال من دا، میڈا روحڑا تھیا رانجھن دا۔

1. رانجھن ماھی چھوڑ بادشاھی، اِتھوں چاکر بن دا۔

2. حق خُدائی میڈا ماھی، قسم ہے پاک پنجتن دا۔

3. ملسی ماھی، تھیسی پناھی، ہوسیں امانَ اَمُن دا۔

4. آکھے "منٹھارا" میں ھاں ویچارا، سائل ھاں درشن دا۔

راگنی: کسوری

تار: کلواڑو

کافی

رانجھو! روح دی پیاسڑی رہ گئی ہے،
ڈوجھے طاقت، وسارت• ویئی ہے۔

1. دعا کھیڑے دی، زور جھیڑے دی، مئیں نہ قبولیت کئی ہے۔

2. تیڈے نینہہ دی پھاھی، میکوں ماھی، قابو کمندڑی پئی ہے۔

3. حال حکایت، میڈی ماھیت، روئے تیڈی مئیں چئی ہے۔

4. کیھی "منٹھار" دی، دردن وار دی، حالت ہُن تھئی ہے۔

• وسارت: وسعت، طاقت۔

راگنی: کسوری

تار: کلواڑو

کافی

ماھی تیکوں معلوم ھے ھیر دی،
جنھ کوں پیئی ہے جدائی تقدیر دی.

1. مئیں نال کھیڑا کریندا جھیڑا، ڈوجھی آڈی ندی ہے نِیر دی.

2. ڈاڈھی جُدائی مئیں نال آئی، قسمت قید زنجیر دی.

3. تیڈی اَھیاں، کھیڑے دی ناھیاں، قسم حضرت پیر دی.

4. رانجھن سائیں، شال پُجائیں، مراد "منٹھار" فقیر دی.

کافی

رانجھن سائیں، سِر خدائی، ویس مٹا کر آیا، ڑی سئیاں!

1. تخت ہزاری دا مالک ماھی، چاکر نام دھرایا، ڑی سئیاں!

2. الانسان سری واناسرہٗ آپ اللہ فرمایا، ڑی سئیاں!

3. 'انا احمد بلا میمی' غیر گمان، مئیں لاھیا، ڑی سئیاں!

4. آکھے "منٹھار" مرشد میکوں، حضرت حسن وکھایا، ڑی سئیاں!

راگنی: کسوری

تار: تین تار

کافی

ہُن پیا میکوں شوق دیدار ویکھن محبوب حقانی دا.

1. ویکھاں جھلک میڈا دکھ لھندا، ووئے نو شاہ نورانی دا.

2. عجب اکھیاں محبوباں والیاں، ہے سر نور سبحانی دا.

3. مٹ نہ ہوسین ساری ملک وچ، دلبر جانب جانی دا.

4. آکھے "منٹھار" مئیں رے ملھ بانھی•، اوئے یوسف ثانی دا.

• بانھی: خادم۔

راگنی: کسوری

تار: تین تار

کافی

اکھڑیاں عُقاب تیڈیاں، دل میڈی کوں لٹ گیاں۔

1. کجلیاں تیڈیاں قھری، بن باز کھتیوں بحری،
پٹ لوھاں ماریندیاں پھری، جی میڈے کوں جھٹ گیاں۔

2. تیڈے زلفی والی گاری•، میڈی سوگھی کیتی جند ساری،
میں وس کوں گئی ویچاری، تکھی تاب تابانی سٹ گیاں۔

3. تیڈیاں دیداں ھِن جادوگریاں، کجلیاں ھِن* کیفن بھریاں،
جی ترسیاں مور نہ ٹریاں، ھِن میکوں لگائی ویر مٹھ گیاں۔

4. تیڈے حسن بندوق چھُڑاتی، "منٹھار" تھیا مماتی،
جنھ دی چھیرا چھنی گیا چھاتی، تیڈی دستیں دونالیاں چھٹ گیاں۔

---

* گاری: .... • ھن: ہیں۔

کافی

ہَن* زابر یار تیڈیاں، ہے گھورن میڈی دل گھائی،
کجلیں دیاں بناکر کاتیاں، میکوں تئیں تکبیر وھسائی۔

1. تیڈے تاب حسن دی تجلی، نیتی میڈی سموری دل سلی،
دلڑی میڈی تھرتھلی، لُچھ پُچھ میکوں تئیں لائی۔

2. خونی اے زلف ماریندے مارا، تھیا نانگ وسیھر کارا،
ہن میڈی کیتی مارا، ہُن کھپر ول گیا کھائی۔

3. اکھڑیاں تُساں دیاں ایھی، ڈپ ڈاڈھا جناں کوں تھیئی،
جیویں باز چڑی کوں نیئی، اِنھاں میڈی دلڑی ہے اینویں چائی۔

4. جنگی لشکر آیا جوئی، ہُن* تھیا سوبھارا سوئی،
"منٹھار" ویچارے روئی، تیکوں ساری ہے بات سنائی۔

* ہَن: مار کے۔
* ہُن: اب۔

راگنی: کسوری تار: تین تار

کافی

تیڈے چشماں دے واہ چالی،
دل لوٹ گدھوں* مئیں والی۔

1. تیڈا زلف زوراور تھیڑا، قھری کمند تھی پیڑا،
میڈا جیئڑا وکوڑے ویڑا، گھت دل میڈی کوں دوالی۔

2. مین نال کامن کیتئوں کوئی، جیئڑو کھس گیا جوئی،
میڈیاں اکھیاں روئی روئی، تھیاں آب وہائے ہُن خالی۔

3. تیڈیاں کجلیاں ڈوھیں کٹاریاں، قھری ہویاں کیفن واریاں،
اھے ابرو تیغوں تراریاں، میکوں بروقت کیتئوں بے حالی۔

4. ہُن "منٹھار" اداس وچ آھے، جنھ دا اَمر بنا وس نا ھے،
ہُن مِل تون جُدایاں لاھے، "فقیر" دیدار دا سُوالی۔

* لوٹ گدھوں: لوٹ لی۔

کافی

شاہ برھے دا شان ویکھو شاہ برھے دا شان،
میں حیرت وچ حیران۔

1. تھی منصور سولی تے چڑھدا، ملھائیندا میدان۔

2. شمس الحق تھی کریندا کرامت، وچ ظاہر انسان۔

3. برھ بھادر شاھاں، سورھیہ عشقی وچ ایمان۔

4. آکھے "منٹھار" من حیرت وچ، سِر سارا سبحان۔

کافی

میکوں پرتِ پُنهل پَرمل دی، جیجل ماءِ! نہ رهیساں جهلدی۔

1. وو شرم شوق میڈا نیتا، الو الو!
نا ہُن جاءِ عقل اٹکل دی۔

2. وو روز میثاقوں محبت میڈی، الو الو!
ناهی نسبت میڈی، اج کلھہ دی۔

3. وو درشن باجھوں، دوست پنهل دے، الو الو،
ڈوجھے دل کوں، نہ دوا درمل دی۔

4. آکھے "منٹھار" میکوں نہ وسر گئی، الو الو!
مٹھی محبت میڈی مکمل دی۔

راگنی: جوگ

تار: تین تار

کافی

کِھلدیاں تُساں ہو خوشحالیاں، وو سیالیاں!
میکوں پیا ہُن دکھ دیاں دوالیاں، وو سیالیاں!

1. وچ سینے دے لگیاں میکوں، دیداں ماھی دیاں دونالیاں۔

2. رمزاں رانجھو دیاں موھیا من میڈا، اُلٹیاں چاک دیاں چالیاں۔

3. رانجھن میکوں آپ سُنایاں، ڈوں ٹرائے گجھیاں گا گجھیاں۔

4. آکھے "منٹھار" میکوں مرشد ماھی، سِٹاں• سُولاں دیاں سکھالیاں۔

•سِٹاں: سطریں۔

کافی

جوگیاں دا بیکھڑا بنایا، نانءِ چھپایا، میڈا رانجھو رنگپور آیا۔

1. تخت ہزارا آپ رانجھو دا، ہݨ پوش فقیراں والا پایا۔

2. عشق رانجھن کوں اتھئوں ہݨ اپنا، محبت مُلکڑا وکھایا۔

3. کناں وچ والڑا گلے وچ کنٹھیاں، مرلی دا سازڑا وجایا۔

4. نال جادو من کھیڑیاں دا، منجھیاں والڑے مُنجھایا۔

5. آکھے "منٹھار" میں سمجھ سنجاتا، ہݨ بیرنگی ہے رنگ لایا۔

کافی

بھگوا بَدھ کے• سِر دُشالا، گل مالھا، میڈے گھر آیا، بینسری والا۔

1. کفنیاں پاتس، طنبیاں چاتس، کستا کمر وچ کالا۔

2. جلوا جوگی دا ہُن مئے ویکھیا اکھیاں وچ نور ہے نرالا۔

3. تُساں ہُن کھیڑیاں سمجھ نہ جاتا♦، عزت جوگی دی اعلیٰ۔

4. آکھے "منٹھار" ہُن نال جوگی دے جلساں* مئیں انشااللہ رب تعالیٰ۔

• بَدھ کے: باندہ کر۔
♦ جاتا: پہچانا۔
* جلساں: جاؤں گا۔

کافی

کیتا رانجھن فقیراں دا ویس، وچ رنگپور دے جوگی بن آیا.

1. ھتھاں وچ کنگن، گلے وچ مالھا، پوش پھریندا بھگوا دُشالا،
صاف دلق درویش.

2. ملک جنھ دے مند امیری، تنھ ول کیتی پھر کے فقیری،
لاھوتیاں دا لبیس.

3. جوئی شاہ ھزاری تخت شھر دا، برہ اُنھیں سِر موج بحر دا،
پڑھدا ہے لکھ آدیس.

4. آکھے "منٹھار" محبت وچ ماھی، شاہ سیلانی کردا گدائی،
دیس توڑے پردیس.

کافی

میڈڑا دین ایمان تئیں ہو شاہ رانجھا!

1. شرع شریعت طالب تیڈے نا ہُن غیر گمان۔

2. مسجد مکھ محراب سیں کیتی، صورت تیڈی سبحان۔

3. حق حقیقت تیڈی صورت کھیڑا ہوسی شیطان۔

4. ہے "منٹھار" دی معلوم تیکوں، کیھا آکھاں میں بیان۔

کافی

میں ہاں اُداسن ہیر، آئو میاں رانجھن رمزاں والا.

1. نال اوراندے مول نہ کٹساں کھنئی وے کھیڑاں دا کھیر.

2. نال تیڈے میں تھیساں جوگیانی چھوڑ پلنگ پٹ چِیر.

3. کان کھیں دے* جوگی بنیا، تخت ہزاری دا امیر.

4. آکھے "منٹھار" ہُن میں تہ جلساں وے تیڈڑے نال فقیر.

---

* کان کھیں دے: کس کے لئے۔ ° جلساں: جاؤنگا۔

کافی

یار رانجھو تیڈے پارئوں میکوں سیالیاں ڈیوں میہنا.

1. رانجھو تیڈی کیتی میں جُٹھیاں قبولیاں وو میاں!
طعنا سر نال سوھنا سائیں! طعنا سر نال سارا سَھنا.

2. ندیاں میں تردی رانجھو رانجھو کردی وے میاں!
جگ ہن کریسی سوھنا سائیں! جگ ہن کریسی میں نال جھیڑا.

3. جہڑیاں میں کوں جھلندیاں، پاڑی والیاں پلندیاں وے میاں!
تنھاں دا بوڑیسی[1] سوھنا سائین! تنھاں دا بوڑیسی قادر بیڑا[2].

4. آکھے "منٹھار" میں رانجھو تیڈی وے میاں!
ڈوجھا کھامی مرسیں سوھنا سائیں! ڈوجھا کھامی مرسیں کھیڑا.

(1) بوڑیسی: ڈوبائیگا (ڈبانا) (2) بیڑا: کشتی-

راگنی: جوگ

تار: ادھک

کافی

کیجھی قضا کروں قاضیا! میں تہ رانجھن دی ہوئی.

1. میڈا رانجھو دے نال وے نکاح، تڈاں کو ہے پڑھیا،
جڈاں عالم نہ خلقیا، قاضیا! عشق میڈا ھوسی اوئی.

2. برہ میڈے دا نی وے جگت ہے جایا[1] وو میاں!
عشق میڈا میاں قاضیا! جڈاں عالم نہ خلقیا کوئی.

3. سالک آپ دا نی وے جھگڑا نبیرے وو میاں!
غیر ڈوجھی میاں قاضیا! غیر ڈوجھی ھی گفتگوئی.

4. آکھے "منٹھار" نی وے ماھی، میکوں ڈتڑا وو میاں!
میں سبق پڑھاں میاں قاضی، میں سبق پڑھاں ساگیا[1] سوئی.

(1) جایا: پیدا ہوا۔(2) ساگیا: وہی (سبق پڑھوں)۔

راگنی: جوگ　　　　تار: تین تار

کافی

سمجھو ناچاک تُساں، آسن[1] رانجھن دا ہے تخت ہزارا۔

1. کان[2] تماشے آیا شہزادا، کردا اپنا خیال پسارا۔

2. عشق الست والی آندا اتھاہوں لاتس ویکھو نینہہ دا نظارا۔

3. تنہہ دا ناھی مقصود مزوری، گھنن دا، کردا سلام، جنہہ کوں عالم سارا۔

4. آکھے "منٹھار" میں صحیح سنجاتا، جانندا[3] خدا پروردگارا۔

(1) آسن: بیٹھنے کی جگہ۔ (2) کان: کے لئے۔ (3) جانندا: جانتا۔

راگنی: جوگ

تار: ادھک

کافی

کڈانہ ہݨ آسی، میڈا ماہی،
میں ہیر نماݨی دے ویڑھے.

1. مالک ہزاری دا نی وے، تُساں ہو وو میاں!
تاج تیڈی سوھنا سائیں! تاج تیڈے سِر نال شاہی.

2. رانجھا تیڈے کولے نی وے، لکھ میں جیھاں وو میاں!
تیکوں کیھی میڈی سوھنا سائیں! تیکوں کیھی میڈی پرواہی!

3. تیڈے ملن دے باجھوں نی وے، میں مر ویساں وو میاں!
ڈوجھی چھوڑ دنیا سوھنا سائیں! ڈوجھی چھوڑ دنیا تھیساں راہی.

4. آکھے "منٹھار" نی وے سن میڈا رانجھا نی وو میاں!
تیکوں آکھ سناواں سوھنا سائیں! تیکوں آکھ سناواں آگاہی.

کافی

ہُن مئیں ویکھیا حسن دلبر دا، جنھ دا مٹ شمع نا شمس قمر دا۔

1. ساجن میڈا سر سُبحانی، جنھ دی منزل ہے لاثانی،
کیویں کراں مئیں واکھانَ زبانی، ہے نور خدا پرور دا۔

2. طورسینا تے تجلا آیا، نور نھوڑے جبل جلایا،
اوئے درشن ہُن مئیں پایا، واہ واہ اسرار انور دا۔

3. مئیں سنجاتا ساجن سوئی، ناھی دلیل کجھ قطرا کوئی،
اعلیٰ افضل نور اھوئی، جوئی مالک ہے محشر دا۔

4. آکھے "منٹھار" ھاں مستانا، مئیں کوں کیتا ہے دید دیوانا،
نا ہُن آوے صبر زیانا، جنھ کوں شوق پیا سرور دا۔

کافی

ٹبی ڈونھاں وچوں ڈیندا ہے عشق کفر اسلام نہ ڈیکھے۔

1. کڈنہہ داناہ کڈنہہ دیوانا ہے، کڈھاں عاقل کڈھاں مستانا ہے،
ویکھو سھس رنگی سبحانا، ہے وننداٌ کام کریندا ہے۔

2. کڈنہہ شاہ تخت سر شاھی ہے، کڈھاں پینو آپ گدائی ہے،
اھندا رنگ عجب الاھی ہے، ویکھو ھر بازیگر تھیندا ہے۔

3. کڈھاں محمد نام دھراوے، دین شرف اسلام کراوے،
کڈھاں نام ھرنام پڑھاوے، ویکھو برھے بیکھہ بنیدا ہے۔

4. ہُن آوندا لباس اساں ڈے چولی، اے سبھ باتیاں برھے بولی،
ہے "منٹھار" اَمر دی گولی، اوئے عشقوں آپ اَلیندا ہے۔

• وننددا: پسندیدہ۔

ضمیمہ

موجودہ سجادہ نشین

فقیر محمد بخش ضامن کا اردو اور سرائیکی کلام

٭فقیر محمد بخش ضامن کا اردو اور سرائیکی کلام کافی تعداد میں ہے، لیکن یہاں پر نمونے کے طور پہ پیش کیا جارہا ہے۔(ا۔ع۔ل)

غزل

احسان بجا لاتا ہوں پروردگار کا،
طالب بنایا جس نے اسی تاجدار کا۔

کہتا ہے جبھی یار کہ آؤں گا میں ضرور،
کتنا عجب مزا ہے، اسی انتظار کا۔

خوشحالی کی امید میں نسلیں گذر گئیں،
اب ہو اثر غریب کی آہ و پکار کا۔

بکتے فصل نہیں اور ہاری بھگا دیئے،
دیکھو عجب تماشا ہے کاشتکار کا۔

یا رب یہ التجا ہے، ہو دورِ خزاں ختم،
ہے مدت سے انتظار، آمدِ بہار کا۔

کوشش بھی گر کرے کوئی آسان نہیں ہے،
لکھنا قلم سے شان حیدر کرار کا۔

کیسی سخا تھی دیکھو چھوڑا نہ خالی ہاتھ،

پڑھتے ہوئے نماز کسی عرضدار کا۔

لڑنے کے لئے آتے جب میدانِ جنگ میں،
اس دن تو ہو ہی جاتا صفایا کفار کا۔

تلوار چلتے دیکھی تو دشمن نے بھی کہا،
"زورِ علی تھا، زور نہ تھا ذوالفقار کا۔"

مشکل نہ رہی مشکل، دامن ہے تھاما جب سے،
مشکلِ کشا کا میں نے اور یار چار کا۔

مضبوط ملا 'ضامن' اس ہی وجہ سے ہی،
مرشد کا ہوں ثناگر اور منٹھار کا۔

غزل

اپنا مقصد تو پا کے رہیں گے، سر کی بازی لگا کے رہیں گے،
چاہے کچھ بھی کرنا پڑے تب، دلربا کو منا کے رہیں گے۔

وقت کیسے ہے ہم نے گذارا، دلبر کے سوا ہی یہ سارا،
اتنا ہم کو یقین ہے یہ آخر، بگڑی کو بنا کے رہیں گے۔

اس کی یادوں نے ہے ہم کو گھیرا، شام کا وقت ہو یا سویرا،
جس کو پل بھر بھلایا نہ جائے، کیسے اس کو بھلا کے رہیں گے۔

لوٹ کے وہ کبھی پھر نہ آیا، اس نے ایسا کیوں ہے بھلایا،
آج کل بھل نبھانا ہو مشکل، اپنا ناتا نبھا کے رہیں گے۔

اس کو بولوں ہے "ضامن" تمہارا، بن تیرے ہو کیسے گذارا،
اپنی ساری جو ہے یہ کہانی، اس کو آخر سنا کے رہیں گے۔

غزل

اگر پہچانو فقیر کو تم، فقیر دیکھا، اللہ دیکھا،
رکھو یہ اپنا یقین محکم، فقیر دیکھا، اللہ دیکھا۔

فقیر بننا نہیں ہے آسان، یہ تو عنایت خداوندی ہے،
کسی کسی پے ہوا یہ کرم، فقیر دیکھا، اللہ دیکھا۔

رضا پے ہردم رہیں جو راضی، خدا بھی رکھتا انہی کی مرضی،
جنوں کی رہتی نگاہیں ہیں نم، فقیر دیکھا، اللہ دیکھا۔

اگر وہ رہتے کسی سے راضی، اسی کا جانو بخت ہے بالا،
ادھر رہے وہ ہمیشہ بے غم، فقیر دیکھا، اللہ دیکھا۔

اگر تو بگڑی بنانا چاہے، فقیروں کی رکھ ہمیشہ صحبت،
تمہارے سارے مٹیں گے تب غم، فقیر دیکھا، اللہ دیکھا۔

فقیر مرشد، فقیر رہبر، فقیر ہوا ہے ہمارا "ضامن"،
کسی کی پرواہ کیوں کریں ہم، فقیر دیکھا اللہ دیکھا۔

غزل

تقدیر کے لکھے کو کوئی مٹا نہ سکتا،
میں یاد تیری دل سے، اک دن بھلا نہ سکتا۔

جس طرح قید تو نے، کی جان میری جانی!
اس طرح کوئی کسی کو، اپنا بنا نہ سکتا۔

نظروں کے وار کر کے، کرتے ہو جیسے گھائل،
کوئی کسی سے ایسی نظریں ملا نہ سکتا۔

دلبر کو دیکھتے ہی، ہاتھوں سے دل نکل گئی،
پہلے پتا نہیں تھا، کر کے وفا نہ سکتا۔

سارے ستم یہ سہہ کے، یہ "ضامن" ہو گا تیرا،
آخر کہے گی دنیا، کوئی ایسے نبھا نہ سکتا۔

غزل

کل نم نگاہیں ہو گئیں جب یاد آیا دلربا،
کس سے شکایت یہ کروں، اتنا ہوا کیوں بیوفا۔

کس طرح گذرے ساتھ دن، یادیں وہ سب آنے لگیں،
کتنے کیے وعدے مگر، پھر دور کیوں اتنا ہوا۔

ہم نے نہ تھا سوچا کبھی، تنہا یوں چھوڑیگا صنم،
لیکن نہیں معلوم یہ، کس بات کی ملی سزا۔

گلشن میں کل جانا ہوا، بادِ صبا کہنے لگی،
اس مست موسم میں تمہیں، کیا ہے ہوا، کچھ تو بتا؟

یوں پوچھتا تھا ہر شخص، اتنا کیوں مایوس ہو،
اچھی نہ تھی تیری شکایت، بس اس لیے چُپ چُپ رہا۔

تیری جدائی کی جلن، سہنے کی اب ہمت نہیں،
بس عرض یہ ہی ہے صنم، "ضامن" کو نہ اتنا ستا۔

کافی

دیکھا عجب ہے میں نے دیدار دلربا کا،
کیسے کہوں زبان سے اظہار اس سما کا۔

دیدار جس کے خاطر ہر کوئی ہوا حیران،
لیکن جسے وہ چاہے اس ہی پے ہو مہربان،
احسان بجا لاتاہوں محبوب مہربا کا۔

جس پے نظر کرے تو تقدیر بدل ڈالے،
سارے ہی کام اس کے بگڑے ہوئے بنالے،
ہر اک ثنا خوان ہے اس ہی کے ہر ادا کا۔

مجھ جیسے اس کے در پے کیئی تو ہیں سوالی،
جاتا کبھی نہیں ہے کوئی سوالی خالی،
انداز یہ عجب ہے دیکھو اسی سخا کا۔

پرواہ نہیں مجھ کو دنیا کی اب ہے کوئی،
مقصد ملا وہی ہے چاہا تھا میں نے جوئی،
اب بھی ہوں منتظر میں اک اور ہی عطا کا۔

اس کے نہیں ہوں لائق اعمال کی بدولت،
پھر بھی ہوئی ہے مجھ پے کئی بار یہ عنایت،
ظاہر ہوا ہے "ضامن" اک ایسے ناتوا کا۔

قطعہ

محبوب میرا مجھ پے جو مہربان ہی ہے،
کیا شان کہوں اس کا وہ تو عیاں ہی ہے،
سن کے یہ شعر میرا ہر کوئی سمجھ لے،
"ضامن" ہے میرا جو وہ محمد زمان ہی ہے۔

کافی

ڈینہہ اِتھاں ھئیں توں ڈوں چار غفلت وچ ول کوہ گذاریں.

اِتھاں مُسافر تِھی ھَئیں آیا، اپنا سمجھیں سو دیس پرایا،
ھر پل دے وچ رہ ھوشیار.

کیتئی ھر ھر کم اجائے، سستی وتدا سِر تے چائی،
پسیئی کڈھاں نہ اپنا پار.

خیال چنگائی ڈے کچھ کرتوں، خوف خدا دا دل وچ دھرتوں،
قالو بلیٰ دے نہ قول وسار.

جنہہ دا آھیں اوئی اوسیں، آکے تیڈا "ضامن" پوسیں،
تنہہ دم تھیسیں باغ و بھار.

کافی

حیلا کراں مئیں هزار، میڈا یار رانجھن سائیں جاں کی آیا۔

چال چوچک دی نہ کوئی چلسی، ماھی میڈا میکوں ملسی،
جنھ دا پُچھاں پئی پار، میڈا یار جوگی بن جنھ آپ لکایا۔

رانجھن تاج تخت دا والی، عزت جنھیں دی اصلئوں عالی،
سمجھو تُساں سئو وار، میڈا یار مولیٰ جنھ دا مانُ ودھایا۔

قیدی دے ھن کم اجوڑے، لوکاں وچ جو گھتے وچھوڑے،
تنھ کوں کرن سنگسار، میڈا یار پیر اِتھاں تنھ آ کے پایا۔

خیال میڈا وج[1] کوئی سنائے، رانجھن کوں پیغام پجائے[2]،
سن کے لھسی سار، میڈا یار ناتا مئیں جنھ نال نبھایا۔

کھیڑے نال سو مور نہ چھڈسی، آپ ھی آ کے "ضامن" پئوسی،
تھیساں باغ و بھار، میڈا یار ھوسی میڈا بخت سوایا۔

---

(1) وج: جا، جاکر۔ (2) پجائے: پہنچاۓ (پہنچانا)۔

کافی

کھیڑے نال نہ دل دا، وی مواریاں کھیڑے نال نہ دل دا خیال،
رانجھو روح میڈے وچ وسدا۔

بن ماھی دے ویکھو سئیاں، هینا[1] تھی گیا ھے وے مواریاں،
هینا تھی گیا ھے حال۔

رنگپور دے وچ ہُن[2] ہے میڈا، جی[3] تھی گیا وے مواریاں،
جیئن تھی گیا جنجال۔

ڈینھوں ڈور کیتئی میکوں، چوچک چلا کے وے مواریاں،
چوچک چلاکے چال۔

راتیاں ڈینھاں دل وچ وہ ہے، نینھ لگا ہے وے مواریاں،
نینھ لگا جنھ دے نال۔

آکھے "ضامن" کڈھاں ملسی، روز گھتاں مئیں وے مواریاں،
روز گھتاں مئیں فال۔

---

(1) هینا: کمزور۔ (2) جی: جیا(میرا جیا)۔ (3) ہُن: اب۔

قطعات

کیویں راضی میڈا یار هووے،
ڈسو ٹل* مئیں کھڑی ٹل کراں۔
جنھ گالھ توں پرچ یار پوے،
اھا گالھ مئیں ول ول کراں۔

اتھاں آون دا ہے مقصد کیا،
اے هر کوئی کونہ سمجھ سگھدا۔
پئے "ضامن" کوئی زور والا،
اھو مقصد مئیں ول حل کراں۔

* ٹل: الکل۔

the spiritual and social issues of Sindhi society in these days.

Though, Faqeer Muhammad Bux "Zamin" became Sajada Nashin in a very young age, but he left no stone unturned to carry on the institutional role of Dargah Manthar Faqeer Rajar in promotion of the spiritual, cultural and literary traditions of his Family. The annual Mela of Hazrat Manthar Faqeer Rajar still retains the status of a leading cultural event of the region. Literary conferences, Mushairas and other events are being regularly held with huge participation of literary circles from all over the Sindh. These events are providing an opportunity of training and performance to the emerging singers and writers of the region. A weekly event of Sufi music is held on every Friday at Dargah Manthar Faqeer Rajar. Faqeer Muhammad Bux Zamin is also working on publication of books of Hazrat Manthar Faqeer and his devotees under the banner of Manthar Faqeer Academy. Due to the efforts of Faqeer Sahib, some of the books are being published by Sindhi Adabi Board. Currently, Urdu and Siraeki Kalam of Hazrat Manthar Faqeer and book comprised of the selected Sindhi poetry are being published by the Manthar Faqeer academy. The poetry of Paryal Faqeer and Allah dino Faqeer is also under the process of publication. Faqeer Muhammad Bux sahib is also working on development of online resources for the promotion of the message of Hazrat Manthar Faqeer. The website and a face book established for this purpose are becoming very popular all over the world among the art loving people.

Web Site: http://www.mantharfaqir.com

Facebook: https://www.facebook.com/pages/Hazrat-Manthar-Faqir-Rajar/525950777522783

Ali Akber Hingorjo

Radio Pakistan,

Hyderabad

never missed an opportunity to participate in the musical events organised by Faqeer Wali Bux. Celebrated singers and Ustads of music used to hesitate in performing before Faqeer Wali Bux due to his exceptional understanding of classical music.

Faqeer Wali Bux was an iconic personality and a true dervish of his times. With his outstanding efforts for promotion of Sufism, art and literature he left a remarkable legacy, to be followed by his decedents and admirers.

Faqeer Wali Muhammad became Sajada Nasheen after Faqeer Wali Bux. He strictly followed the family traditions of spirituality and Sufism. He was very close to his Father Faqeer Wali Bux and he left this world just one and half year after the departure of his father.

His elder son Faqeer Muhammad Bux Zamin is Sajada Nashin of Dargah Hazrat Manthar Faqeer Rajar in these days. Faqeer Muhammad Bux Zamin is a highly distinguished poet of Kafi, Gazal and other genres of poetry Faqeer Muhammad Bux Zamin started poetry in year 1989. He was awarded with the Takhalus (poetic name) of Zamin by Hazrat Makhdoom Muhammad Zaman Talib-ul-Moula. With the blessings of Allah Pak Faqeer Muhammad Bux Zamin is having five sons; Faqeer Wali Bux, Faqeer Wali Muhammad, Faqeer Aijaz Ali, Faqeer Fiaz Ali and Muhammad Talha (Faqeer Riaz Ali). Hazrat Makhdoom Talib-ul-Moula suggested the name of Wali Bux for his elder son and remarked that "Faqeer Wali Bux has returned in our lifetime".

Faqeer Muhammad Bux Zamin discontinued poetry for few years after the departure of Hazrat Makhdoom Talib-ul-Moula. But, he restarted the practice in 1998. The book of his poetry with the title of Kalam-e-Zamin is in the process of compilation. Many renowned singers have sung the poetry of Faqeer Muhammad Bux Zamin and his Kalam have received a widespread appreciation in Sindh. His poetic intellect, technique and thoughts seem to be the continuity of the literary traditions of his family as his poetry effectively conveys the mystical message of Sufism, in special reference to

away in his young age. His son Faqeer Wali Bux was four and Faqeer Qabool Muhammad was two years old at the time of his departure. The departure of Faqeer Pir Bux in his prime youth was a shocking incident for Hazrat Manthar Faqeer. The chapter of the poetry of Hazrat Manthar Faqeer titled as Wanjaro is in memory of his son Faqeer Pir Bux.

Faqeer Wali Bux, grandson of Hazrat Manthar Faqeer became first Sajada Nashin of the Dargah as his father had passed away during the time of Hazrat Manthar Faqeer. Hazrat Wali Bux was a "Faqeer", poet and musicologist. He spent his life according to the spiritual principles of his ancestors. He received "Zikir" From Hazrat Makhdoom Gul Saeen (R.A). Later on, Faqeer Wali Bux remained very close to Hazrat Makhdoom Talib-ul-Moula (R.A). Faqeer Wali Bux was an eminent poet of his era and a compilation of his poetry was published with the title of "Preen Tuhinji Piyas Meen" in year 1999 by Manthar Faqeer Academy. Faqeer Wali Bux passed away on 29th of Muharam 1404 AH (November 5, 1983).

During his times, Dargah Hazrat Manthar Faqeer became an eminent institution of Sufi philosophy, art, music and literature. Hundreds of poets, singers and other art loving people became associated with this Dargah. The place became a centre of literary and cultural activities in the region. Faqeer Wali Bux trained a whole generation of singers and poets of his contemporary times. His knowledge of classical music and Sufi literature was matchless. His "Katcheri" was just like a class room of Sufism, art and culture. The discipline of the literary gatherings held at Dargah Manthar Faqeer, during his era was exemplary and people from far flung areas used to visit him, to learn the etiquettes of participating in a classic literary "Mahfil". Annual anniversary event (Saliyano Melo) of Hazrat Manthar Faqeer became one of the leading literary and cultural events in Sindh during his times. He organised many historical Mushairas and literary conferences under the guidance of Hazrat Makhdoom Talib-ul-Moula. Prominent poets, writers and singers were regular participants of the events. Ustad Manzoor Ali Khan

Faqeer, Allah Dino Faqeer, Paryal Faqeer and other sufi poets and saints.

The Mazar of Faqeer Sahib is located in Khani Rajar at Taluka Khipro of Sindh province of Pakistan He himself built a part of Mazar Shareef and mosque during his lifetime. The rest of the construction was done during the period of Faqeer Wali Bux. The process of construction and extension of Mazar Shareef is continues under the supervision of present Sajada Nasheen Faqeer Muhammad Bux Zamin.

Hazrat Manthar Faqeer strictly followed the principles of Islam and practice of "Suhrawardy Zikir" throughout his life.

During the year 1353 A.H after Eid-ul-Fitir prayer, Faqeer Sahib invited all of his followers and relatives to his place and told them that this is my final resting place. He further told them that there will be three graves in the mausoleum. Two of these graves will be reserved for his grandsons. During this discussion his nephew Haji Mir Hassan humbly asked him that Masha Allah you are in good health, may Allah Pak bless you with a long life, why you are saying all this? Hazrat Manthar Faqeer replied I'm here only for 10 more days. I had requested for 10th of Muharam, but I have been given 10th of Shawal to depart from this world".

Faqeer sahib was suffering from a mild fever on 9th of Shawal. He summoned all of his followers and relatives and told them that he is happy to depart the temporal world for the actual world. He strictly prohibited any type of mourning after his departure. He prayed for everyone present on the occasion and directed them to go and take rest. His grandson Faqeer Wali Bux remained there to look after him. During the last hours of the night, he asked Faqeer Wali Bux to bring a glass of milk and after a short interval of time Faqeer Sahib started to recite Kalma-e-Tayyaba and passed away.

Faqeer Pir Bux was the only son of Hazrat Manthar Faqeer. He received Zikir from Hazrat Makhdoom Muhammad Zaman "Sarkar" (R.A). He used to lead the Mahfils (Gatherings) of Zikir and Sama. Faqeer Pir Bux had two sons Faqeer Wali Bux and Faqeer Qabool Muhammad. Faqeer Pir Bux Passed

Misery, sorrows and pain are the dowry of a Faqeer

Those who fell in love forget all the comforts, Voyagers of love's journey get soul injuries

All, except the longing to see the beloved are bitter; they live with worries shunning all comforts

They accept pain for the beloved; happily obtain all the anguishes for the cause of love

They warmly welcome the agonies; accept what the fates have in store for them

O, Manthar, choose the path of the courageous ones; yearn for the glimpse of the most praised one.

The extraordinary musical qualities add an enormous charm to his poetry. A musical note with the name of relevant Raga is provided with each Kafi in his poetic collections. Hazrat Manthar Faqeer was a Sufi poet and his poetry promotes the Islamic Tasawuf and Sufi philosophy of brotherhood and universal peace. Hazrat Manthar Faqeer was an extraordinary poet of different generas of poetry including, Kafi, Bait, Madah, Molood, Marsiya and Dahar. Several editions of his four books of poetry have been published and his poetry continues to impress the hearts and minds of people of the sub-continent. The names of his four books are as under

Risalo Khudaei
Risalo Murtazaei
Risalo Rahnamaei
Risalo Sadaei

Hazrat Manthar Faqeer was a proficient musicologist. He had categorised his poetry according to the type of Sur and Ragni. This categorisation manifests his expertise in the field of musicology.

After all these voyages, he established his Khankah (Hermitage) at his village. The number of his followers was rising rapidly and people from far flung areas were visiting his place for spiritual solace. Many followers of Hazrat Manthar Faqeer became well known poets and saints. These include Doud Faqeer, Ahmad

perspired when he got up from the dream and since very next morning, Hazrat Manthar Faqeer started reading "Shah Jo Risalo" and write poems. The mystic colour of his personality was now visible to everyone around him. He spent next few years in travelling to different places of the present day India and Pakistan and visited the shrines of different renowned saints of the sub-continent.

While travelling around, he wrote poems in reverence of the saints and these poems also serve the purpose of a travelogue of his journey. He visited Ajmer Shareef, Kanogore shareef and other places of present day India. After returning from Rajasthan tour, he visited Hala Shareef to pay homage to Dargah of his Murshid Hazrat Makhdoom Sarwar Nooh (R.A).

After travelling for few years, he returned back to his village. These voyages broadened his vision and widened the canvas of his poetry. Thus, he became a proficient Sufi poet, who combines lyrical expressiveness with a deep mystical revelation. As a philosopher poet, he has portrayed the spiritual experiences as well as different aspects of deep human consciousness. Exploration of soul and the struggle of **man,** to know his subjective self are the dominant themes of his poetry. His common symbolic language conveys the vivid picture of complex mystical experiences to an ordinary reader or listener. Similar to all other great poets, he establishes an excellent rapport with readers and listeners of all sections of society, to communicate his message through his poems. Therefore, his poetry is equally adored by all segments of the society, ranging from the intelligentsia to a common man. He discards all types of hatred and animosities. However, he advocates war with self (nafs), to purify it from all evil thoughts. In one of his poems, he questions himself "How many souls are cooled by you, so you call yourself "Manthar" (calmer of the souls)". Similarly, he depicts the sorrows and desperations, which a Sufi experiences during his search of absolute truth.

went there and after providing the tenants' share to the farm workers, distributed all the wheat of his share among the poor and needy people.

The spiritual journey of Hazrat Manthar Faqeer formally started when he went to Hala Shareef to see his Murshid (spiritual leader) Hazrat Makhdoom Amin Muhammad "Pakhan Dhani" (RA). Makhdoom sahib had just returned from his spiritual stay (Chilo) at Rahund (A secluded place near Hala, District Matiyari) and he was not offering "Zikir" (Baiyat) to new disciples at the time. However, the request of Hazrat Manthar Faqeer for Zikir was accepted by Makhdoom sahib and he received the blessings of his Murshid in a very young age. Everyone present on the occasion congratulated him for achieving the blessings of the Murshid.

Hazrat Manthar Faqeer married during the same year. His murshid Hazrat Makhdoom Amin Muhammad "Pakhan Dhani" (R.A) had started a spiritual journey of Nara Valley in those days, but Hazrat Manthar Faqeer could not attend any event (Dawat) of the tour due to the illness of his elder brother Miyan Parchi. Hazrat Makhdoom Amin Muhammad (R.A) passed away after returning from this tour. This gloomy news deeply saddened Hazrat Manthar Faqeer Rajar.

Meanwhile, Hazrat Manthar Faqeer saw a strange dream which changed his life forever. He heard the Sarwari Zikir and saw his Murshid Hazrat Makhdoom Amin Muhammad Pakhan Dhani coming towards his place. Faqeer sahib warmly welcomed his Murshid. Makhdoom Sahib was having a book in his hands and he directed Faqeer Sahib to read a poem (Kafi) from the book. Faqeer Sahib followed the instructions of his Murshid and surprisingly he was able to read, though, he was unlettered. In this way, Makhdoom Sahib made him read the Sufi poem (Kafi) from his book and provided his blessings. Makhdoom Sahib also showed the last resting place of Faqeer Sahib during the dream. The Mazar (Mausoleum) of Hazrat Manthar Faqeer is located at the place suggested by Makhdoom sahib. He was completely

Hazrat Manthar Faqeer*

Hazrat Manthar Faqeer was a 20th century poet, dervish and a Sufi mystic. He is regarded as one of the prominent saints and poetical intellects of Sindh. His poetry has acquired immense popularity in Sindh and other parts of the world. Hazrat Manthar Faqeer is considered as an outstanding poet of Kafi and other genres of poetry. His poetry conveys the thought provoking Sufi message of universal love and brotherhood. Like other Sufi poets, he rejects all types of discriminations and hate-mongering in human society.

The ancestors of Hazrat Manthar Faqeer Rajar migrated from Rajasthan state of present day India and settled at village Khanni Rajar of Taluka Khipro during the Talpur's rule in Sindh. His forefathers were disciples of Hazrat Makhdoom Sarwar Nooh (R.A) of Hala. According to the spoken historical references, Hazrat Manthar Faqeer was born in 1865 AD.

Hazrat Manthar Faqeer developed a secluded temperament during his teen age. Due to the inherent poetical intellect, he used to have routine conversation with people in poetry. Although, he was a healthy young man of a landlord family, but his attitude was free from all types of arrogance. He was meek, simple, straightforward and humble person. Once he was asked by his elder brother to look after the estimation of the production (Batae) of the land under his custody and receive his share as the landowner. Manthar Faqeer

* Note: The biographical information and other details for this article are derived from the article published in Risalo of Hazrat Manthar Faqeer Rajar. The article was originally written in Sindhi language by Mr. Ghulam Karim Shar sahib. Sadly, Mr. Ghulam Karim Shar passed away recently. He was a genuine art loving person who remained associated with Dargah Hazrat Manthar Faqeer throughout his life (Ali Akbar Hingorjo)

منٹھار فقیر راجڑ قادر الکلام شاعر تھے۔ ان کی شاعری سندھ کے صوفی شعراء میں ایک اہم مقام رکھتی ہے۔ آپ نے سندھی شاعری کی کئی اصناف میں طبع آزمائی کی، جن میں کافی، بیت، مدح، مولود، مناجات، مرثیے، ڈھر، سہ حرفی اور لولی وغیرہ شامل ہیں، مگر کافی ان کی پسندیدہ صنف تھی، جو کہ سندھی شاعری کی بہت ہی اہم صنف ہے۔ اس کے علاوہ ان کی اردو اور سرائیکی شاعری میں بھی اعلیٰ فکر و فہم پایہ جاتا ہے۔

منٹھار فقیر کی شاعری کی تین کتابیں: ا۔ رسالہ خدائی، ۲۔ رسالہ مرتضائی اور ۳۔ رسالہ رہنمائی، سندھی ادبی بورڈ، جام شورو نے شایع کی ہیں۔